حُسنِ معاملات و معاشرت

سُود کی حُرمت

تفصیلی سوالات

سوال 1: سُود کی حرمت پر قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ تلاش کر کے لکھیں۔

جواب: سود کی حرمت پر قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ

معنی و مفہوم:

سود کو عربی زبان میں رِبوٰا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: 'قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا" جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا، واپسی کے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہو گا۔

سود کی مختلف صورتیں:

قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔ کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا، لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

اخلاقی برائیاں:

سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے:

- مفت خوری،
- لالچ،
- خود غرضی،
- سنگ دلی
- مفاد پرستی میں اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔
- سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔

سود کی حرمت از روئے قرآن:

قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔"

(سورۃ آل عمران:130)

اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔"

(سورۃ البقرۃ 275:3)

قرآن مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

سود کے نقصانات:

سود کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن در حقیقت وہ مال میں نقصان، بے برکتی، اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل و رسوا ہو گا۔ یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں اور ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتیٰ کہ مشرکین مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

سود کی حرمت از روئے حدیث:

www.ilmkidunya.com

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سود کے کم ترین گناہ کو **محارم سے بدکاری** کے مترادف قرار دیا ہے۔

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

ربا الفضل:

روزہ مرہ استعمال کی اشیا میں آسان لین دین نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں ادھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں سانپ تھے جو پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔“

(سنن ابن ماجہ 2273)

معاشرتی نقصانات:

سود کے درج ذیل معاشرتی نقصانات ہیں:

- سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا۔
- بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے۔
- مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔
- سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔
- وہ اپنا روپیہ پیسہ سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں۔
- صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہو جاتی ہے۔
- اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے۔
- ملکی ترقی کا پہیہ جام ہو جاتا ہے جب مقروض شخص پر سود کی وجہ قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اتارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے۔
- خود کشی کر لیتا ہے۔
- سودی معاملات کی وجہ سے آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

تجارت کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

قرضِ حسنہ:

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور تنگ دستی کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرضِ حسنہ کہتے ہیں۔

صدقے کی طرح قرض حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرضِ حسنہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔

قرضِ حسنہ کی فضیلت:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ: 2431)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پا لیتا ہوں۔

www.ilmkidunya.com

حاصلِ کلام:

ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹ میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف حلال مال کا ہونا چاہیے۔ مالِ حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نہ صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

(مختصر سوالات)

سوال 1: سود کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب:

معنی و مفہوم

سود کو عربی زبان میں رِبوٰا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: "قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا" جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا، اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گئے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہو گا۔

سوال 2: سود کی حرمت پر ایک قرآنی آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

قرآنی آیت کا ترجمہ

قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔"

(سورۃ آل عمران: 130)

سوال 3: سود کی حرمت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

حدیثِ مبارک کا ترجمہ

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔"

(سنن ابن ماجہ 2273)

سوال 4: قرضِ حسنہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

جواب:

قرضِ حسنہ کی فضیلت

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے قرضِ حسنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ: 2431)

سوال 5: سود کے معاشرے پر دو نقصانات تحریر کریں۔

جواب:

سود کے معاشرتی نقصانات

سود کے درج ذیل معاشرتی نقصانات ہیں:

- سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا۔
- بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے۔
- مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔
- سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

سوال 6: قرضِ حسنہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:

قرضِ حسنہ

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرض حسنہ کہتے ہیں۔

صدقے کی طرح قرض حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرض حسنہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔

سوال 7: سود کی مختلف صورتیں بیان کریں۔

جواب:

سود کی مختلف صورتیں

سود کی درج ذیل مختلف صورتیں ہیں:

- قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔
- جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا۔
- کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا، لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔
- جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

سوال 8: سود کی وجہ سے کون سی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں؟

جواب:

اخلاقی برائیاں

سود کی وجہ سے درج ذیل اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں:

- مفت خوری
- لالچ
- سنگ دلی
- مفاد پرستی

سوال 9: تجارت کے متعلق اسلام میں کیا حکم ہے؟

جواب:

تجارت کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید وفروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

سوال 10: ربا الفضل سے کیا مراد ہے؟

جواب:

ربا الفضل

روزہ مرہ استعمال کی اشیا میں آسمان لین دین نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں ادھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

سوال 11: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرضِ حسنہ سے متعلق کیا معمول تھا؟

جواب:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پا لیتا ہوں۔

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ **سود کو عربی میں کہتے ہیں:**

(A) کذب　(B) بہتان　(C) رِبوٰا　(D) غش

2۔ **اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:**

(A) سود کو　(B) تجارت کو　(C) نفع کو　(D) سونے چاندی کو

3۔ **سود کا کا رواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔**

(A) سیاست　(B) محنت　(C) دوستی　(D) سفر

4۔ کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے: اسے کہتے ہیں:
(A) فطرانہ (B) صدقہ (C) زکوٰۃ (D) قرضِ حسنہ

5۔ حدیثِ مبارکہ کے مطابق، قرضِ حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:
(A) نو گنا (B) دس گنا (C) گیارہ گنا (D) اٹھارہ گنا

6۔ قرض دے کر اس پر مقررہ نفع لینا کہلاتا ہے:
(A) تجارت (B) قرضِ حسنہ (C) سود (D) کاروبار

7۔ سود اسلام میں قطعی طور پر ہے:
(A) نیکی (B) حلال (C) حرام (D) اچھائی

8۔ معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ ہے:
(A) سود (B) قرض (C) مفت خوری (D) تجارت

9۔ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو قرار دیا ہے:
(A) سود (B) حلال (C) حرام (D) نیکی

10۔ قرآن مجید میں سود کو اللہ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ کس کے مترادف قرار دیا گیا ہے؟
(A) جنگ (B) نیکی (C) صلح (D) دوستی

11۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ہو گا:
(A) جنتی (B) ذلیل و رسوا (C) جہنمی (D) منافق

12۔ مشرکینِ مکہ بھی سود کو سمجھتے تھے:
(A) حلال (B) جائز (C) نیکی (D) حرام

13۔ کس مذہب میں سود حلال ہے؟
(A) اسلام (B) یہودیت (C) مسیحیت (D) کسی میں بھی نہیں

14۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سود کا کم ترین گناہ کس کے مترادف قرار دیا ہے؟
(A) محارم سے بدکاری (B) والدین سے بدسلوکی (C) ناحق قتل (D) اللہ کے ساتھ شرک

15۔ سچے اور امانت دار تاجر کو بشارت سنائی گئی ہے:
(A) جنت کی (B) اعلیٰ درجات کی (C) مال و دولت کی (D) عہدے مرتبے کی

16۔ صدقے کی طرح نیکی ہے:
(A) سود (B) قرضِ حسنہ (C) تجارت (D) کاروبار

17۔ صدقہ دینے والے کا اجر ہے:
(A) 9 گنا (B) 10 گنا (C) 11 گنا (D) 18 گنا

18۔ وہ کسی کو قرض دیتے جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ یہ کس صحابی کا معمول تھا؟
(A) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (B) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(C) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (D) حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

www.ilmkidunya.com
www.ilmkidunya.com

19۔ اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے:

(A) حلال مال میں　(B) حرام مال میں　(C) سود میں　(D) کاروبار میں

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

10	9	8	7	6	5	4	3	2	1
A	B	A	C	C	B	D	B	A	C
	19	18	17	16	15	14	13	12	11
	A	D	B	B	B	A	D	D	B

مشقی سوالات

(i) درست جواب کا انتخاب کریں:

1۔ سود کو عربی میں کہتے ہیں:

(A) کذب　(B) بہتان　(C) رِبوٰا　(D) فحش

2۔ اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:

(A) سود کو　(B) تجارت کو　(C) نفع کو　(D) سونے چاندی کو

3۔ سود کا رواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔

(A) سیاست　(B) محنت　(C) دوستی　(D) سفر

4۔ کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے: اسے کہتے ہیں:

(A) فطرانہ　(B) صدقہ　(C) زکوٰۃ　(D) قرضِ حسنہ

5۔ حدیث مبارک کے مطابق قرض حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:

(A) نو گنا　(B) دس گنا　(C) گیارہ گنا　(D) اٹھارہ گنا

مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

5	4	3	2	1
B	D	B	A	C

(ii) مختصر جواب دیں:

1۔ سود کا معنی و مفہوم بیان کریں۔

جواب:

معنی و مفہوم

سود کو عربی زبان میں رِبوا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: "قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا" جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا، اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے۔ یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہو گا۔

2۔ سود کی حرمت پر ایک قرآنی آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

قرآنی آیت کا ترجمہ

قرآن مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔"

(سورۃ آل عمران: 130)

3۔ سود کی حرمت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

حدیثِ مبارک کا ترجمہ

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔"

(سنن ابن ماجہ 2273)

4۔ **قرض حسنہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔**

جواب:

قرضِ حسنہ کی فضیلت

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے قرضِ حسنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ: 2431)

5۔ **سود کے معاشرے پر دو نقصانات تحریر کریں۔**

جواب:

سود کے معاشرتی نقصانات

سود کے درج ذیل معاشرتی نقصانات ہیں:

- سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا۔
- بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے۔
- مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔
- سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

(iii) **تفصیلی جواب دیں:**

1۔ **اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔**

جواب: دیکھئے تفصیلی سوال نمبر 1

سرگرمیاں برائے طلبہ

سوال 1: سود کی حرمت پر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تلاش کر کے لکھیں۔

جواب:

سود کی حرمت پر قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ

اللہ تعالیٰ نے سورۃ ال عمران میں ارشاد فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَاْکُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً

"اے ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور خدا سے ڈرو تاکہ نجات حاصل کرو۔" (ال عمران: 30)

قرآن مجید میں ایک مقام پر فرمایا:

تم جو کچھ سود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں اضافہ ہو تو اللہ کے نزدیک اس میں افزائش نہیں ہوتی اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اس سے خدا کی رضامندی طلب کرتے ہو تو وہ موجب برکت ہے تو ایسے ہی لوگ اپنا ثواب بڑھاتے رہیں گے۔ (الروم: 39)

اسی طرح نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک مقام پر فرمایا کہ سود کو چھوڑو اور جس میں سود کا شبہ ہو اسے بھی چھوڑ دو۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس نے زیادہ (منافع) لیا اس نے سود کا معاملہ کیا، لینے اور دینے والا اس میں دونوں برابر ہیں۔ (صحیح مسلم)

برائے اساتذہ کرام

سوال 1: طلبہ کو سود کی حرمت سے آگاہ کریں۔

جواب:

سود کی حرمت

سود کی تعریف:

سود کو عربی زبان میں ”ربا“ کہتے ہیں، جس کا لغوی معنی زیادہ ہونا، پروان چڑھنا، اور بلندی کی طرف جانا ہے۔ اور شرعی اصطلاح میں ربا (سود) کی تعریف یہ ہے کہ:
”کسی کو اس شرط کے ساتھ رقم ادھار دینا کہ واپسی کے وقت وہ کچھ رقم زیادہ لے گا“۔ مثلاً کسی کو سال یا چھ ماہ کے لیے 100 روپئے قرض دئے، تو اس سے یہ شرط کر لی کہ وہ 100 روپے کے، 120 روپے لے گا، مہلت کے عوض یہ جو 20 روپے زیادہ لیے گئے ہیں، یہ سود ہے“۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے، اگر ایمان والے ہو تو اسے چھوڑ دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ“ (البقرہ:275)

نیز فرمان باری ہے:
”اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا کر سود نہ کھاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے“۔ (آل عمران:132-131)

حجۃ الوداع کے موقع پر، جس میں تقریباً سارے صحابہ کرام عرب کے چپے چپے سے امنڈ آئے تھے، اس میں بھی خصوصیت کے ساتھ آپ انے تجارتی اور مہاجنی ہر طرح کے سود کی حرمت کا اعلان فرمایا:
”سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاوں تلے روند دی گئی،.... اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا، اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارا سود ختم ہے“۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:
”سود کا ایک درہم، جسے انسان جانتے بوجھتے کھاتا ہے، وہ 36 مرتبہ زناکاری سے بھی بدتر ہے“۔ (صحیح: مسند احمد، طبرانی)

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:
”سود کے 73 دروازے ہیں، ان کا سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے، سب سے بدترین سود کسی مسلمان کی عزت سے کھلواڑ کرنا ہے“۔ (صحیح: مستدرک حاکم، بیہقی)

سیدنا جابر کہتے ہیں:
رسول خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے سود کھانے والے، اور اسے کھلانے والے، اور اس (دستاویز) کے لکھنے والے، اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت بھیجی ہے اور پھر فرمایا کہ یہ تمام کے تمام گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔“(مسلم ۱۵۹۸)

سیدنا عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:
”جس گاوں میں زنا اور سود رواج پا گیا، تو وہاں کے باشندوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا۔“ (صحیح، المستدرک للحاکم)

سود بڑھتا نہیں گھٹتا ہے:
سود کو بڑھتا اور پروان چڑھتا سمجھنا سود کھانے والوں کی خام خیالی ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد کریم انے اس کے کم ہونے اور تباہ و برباد ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:
ترجمہ: ”اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ کسی ناشکرے، (سود خور) اور گناہ گار کو دوست نہیں رکھتا بے شک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور نماز قائم کی، اور زکاۃ ادا کی، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ثابت ہے، اور ان پر نہ خوف طاری ہوگا، اور نہ انہیں کوئی غم لاحق ہو گا“۔
(البقرہ:277-276)

”یَمحَقُ اللهُ الرِّبَا“ کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: ”محق“ (گھٹانا) یہ ہے کہ اللہ سود خور بندے کا نہ حج قبول کرتا ہے، نہ صدقہ، نہ جہاد، اور نہ صلہ رحمی۔ (یعنی اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی)۔ (تفسیر قرطبی: ۴۳۱/۳:۲)

سیدنا ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:
”جس شخص نے سود کے ذریعہ زیادہ (مال) حاصل کیا، اس کا انجام کمی پر ہی ہو گا“۔ (صحیح، ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے:

www.ilmkidunya.com

”سود اگرچہ بظاہر زیادہ نظر آتا ہے لیکن اس کا انجام کمی اور قلت ہے“۔ (مستدرک حاکم)

دنیا دار انسان سود کو نفع بخش اور زکاۃ کو مال میں کمی کرنے والا سمجھتا ہے، جبکہ حقیقت بالکل برعکس ہے، ایسے خام خیال افراد کی ہدایت کے لئے، سود کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کا نظام پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مال کو بڑھانا ہو تو اسے رب کی بارگاہ میں زکاۃ اور صدقات کی شکل میں پیش کرو:

”اور تم لوگ جو سود دیتے ہو، تاکہ لوگوں کے اموال میں اضافہ ہو جائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا، اور تم لوگ جو زکاۃ دیتے ہو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، ایسے ہی لوگ اسے کئی گنا بڑھانے والے ہیں“۔ (الروم:39)

سود کھانے والوں کی حالت زار:

قیامت کے دن سود خور ایک خاص کیفیت سے دوچار ہونگے، جس سے لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ دنیا میں سود کھاتے تھے۔ ارشاد باری ہے:

ترجمہ: ”جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے، یہ (سزا انہیں) اس لیے ملی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی مانند ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا ہے، اور سود کو حرام قرار دیا ہے پھر جس کے پاس اس کے رب کی نصیحت پہنچ گئی، اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا، تو ماضی میں جو لے چکا ہے وہ اس کا ہے، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو اس کے بعد لے گا، تو وہی لوگ جہنمی ہوں گے، اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے“۔ (البقرہ:275)

سیدنا عوف بن مالک ص سے مروی ہے کہ رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”تم ان گناہوں سے بچو جو (بغیر توبہ کے) بخشے نہیں جاتے:

خیانت:

جس نے کسی چیز میں خیانت کی، اس چیز کے ساتھ اسے قیامت کے دن حاضر کیا جائے گا۔

سود خوری:

اسلئے کہ جو شخص سود کھائے گا قیامت کے دن پاگل شخص کی طرح جھومتے ہوئے اٹھے گا پھر آپ انے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ترجمہ: ”جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے“۔ (ترغیب وترہیب)

سود خوری ایک ایسا سنگین جرم ہے کہ عالم برزخ اور قبر میں بھی عذاب کا باعث ہو گا، اور آخرت میں بھی موجب سزا ہو گا۔ سیدنا سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

”رات میں میرے پاس دو فرشتے (حضرت جبریل اور حضرت میکائیل) آئے، وہ مجھے اٹھا کر پاک سرزمین کی طرف لے گئے، آپ نے کئی چیزیں ملاحظہ فرمائیں، جن میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ آپ انے ایک خون کا دریا دیکھا، جس میں ایک آدمی (تیر رہا) ہے، اس نہر کے ایک کنارے ایک آدمی کھڑا ہے، اس کے پاس پتھروں کا ایک ڈھیر ہے، خون کے دریا میں جو آدمی ہے، وہ کوشش کرتا ہے کہ اس دریا سے باہر نکل جائے، جب وہ کنارے کے قریب آتا ہے، تو کنارے پر کھڑا شخص اس کے منہ میں زور سے پتھر دے مارتا ہے، پھر وہ شخص خون کے دریا کے وسط میں چلا جاتا ہے، پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ باہر نکل جائے، لیکن کنارے پر کھڑا شخص اس کے منہ پر پھر زور سے ایک پتھر مارتا ہے۔ اس کے ساتھ مسلسل یہی سلوک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ فرماتے ہیں: میں نے ان دونوں سے پوچھا:

”اس آدمی کو یہ سزا کیوں مل رہی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ سود خور ہے، سودی کاروبار کیا کرتا تھا، اس لیے اس کو یہ سزا مل رہی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:

”جو سزا آپ نے اس کو ملتے دیکھی، وہ اسے قیامت تک ملتی رہے گی“۔ (بخاری)

سوال (ر): موجودہ دور میں سود کی مختلف قسموں کی فہرست طلبہ سے بنوائیں۔

جواب:

<u>**سود کی اقسام اور صورتیں**</u>

سود ایک چیز کو دوسری چیز کے مقابلے میں زیادہ دے کر فروخت کرنا ہے۔ فقہاء نے اس کا قاعدہ کلیہ یہ بتایا ہے کہ وہ تمام اجناس، جن میں ”ناپ، وزن اور خوراک" تینوں صفات میں سے کوئی دو صفتیں پائی جائیں، ان کا آپس میں لین دین یا خرید و فروخت میں ایک کو زیادہ کر کے جائز نہیں۔ جن چیزوں میں یہ تینوں صفات معدوم ہوں، یا ان کی جنس مختلف ہو، تو پھر کسی کی زیادتی سود نہیں ہو گی، جیسا کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

”سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے، جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے، برابر بیچنا جائز ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو گھٹا بڑھا کر بیچنا یا دینا سود ہے“۔ (مسلم، احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جتنی دی جائے اتنی ہی واپس لینی چاہیے، جتنا سونا یا چاندی دی ہو، یا جتنا روپیہ دیا ہو، اتنا ہی واپس لینا چاہیے، اصل مال پر کچھ زائد رقم کا لینا، چاہے وہ رقم کم ہو یا زیادہ، سود ہے۔

مہاجنی سود:

www.ilmkidunya.com

وہ یہ کہ لوگ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے سرمایہ دار افراد سے قرضے لیتے، اور انہیں ان کی دی ہوئی رقم پر ماہانہ مشروط سود کے ساتھ واپس کرتے ہیں۔

بینک کا سود:

کچھ لوگ بینکوں سے تجارت یا ذاتی ضرورت کے لئے قرضے حاصل کرتے ہیں اور مقررہ میعاد پر متعین شرح سود کے ساتھ واپس کرتے ہیں۔

فکس ڈپازٹ: کچھ لوگ، سودی بینکوں میں روپیہ کچھ مدت (مثلاً پانچ یا دس سال) کے لیے جمع (Deposit) کر دیتے ہیں، جو انہیں %12 یا %15 فیصد سود دیتے ہیں، اس مخصوص مدت کے اختتام پر ان کی رقم دگنی یا تگنی ہو کر ملتی ہے۔ یہ بھی سود ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی رقم ایسی بینک میں جمع (Deposit) کرتا ہے جو سودی نہیں، یا اسلامی بینک ہیں، اور وہ اسے متعین فیصد سود کے بجائے نفع و نقصان کی شراکت پر زائد یا نقصان دیتا ہے تو اس طرح کی بینکوں سے ملنے والی زائد رقم سود متصور نہیں ہو گی۔

لائف انشورنس:

یہ ہے کہ کمپنی اپنے کسی معتمد ڈاکٹر سے کسی شخص کا طبّی معائنہ کراتی ہے، اور وہ ڈاکٹر کمپنی کو اس شخص کی صحت کے متعلق رپورٹ پیش کرتا ہے کہ اس شخص کی صحت سے امید ہے کہ وہ بیس سال تک زندہ رہے، اس پر کمپنی اس شخص سے دس یا پندرہ سال کے لیے معاہدہ کرتی ہے کہ مثلاً: وہ شخص دس سال تک ماہانہ قسطوں میں انشورنس کمپنی کو دس لاکھ روپیہ ادا کرے گا، دس سال پورے ہونے کے بعد کمپنی اسے پچیس لاکھ دے گی۔ اگر وہ شخص دو سال میں ہی فوت ہو جاتا ہے تو کمپنی کو لازمی طور پر اپنے اس گاہک (Client) کے ورثاء کو پچیس لاکھ روپے ادا کرنے ہوں گے۔ اگر گاہک (Client) نے کمپنی کو دو ڈھائی سال تک قسطوں میں رقم ادا کیا، لیکن پھر کسی سبب سے اس نے قسطیں مکمل نہیں کیں، تو کمپنی اسے ایک پیسہ بھی ادا نہیں کرتی، بلکہ اسکی جمع کردہ ساری رقم بھی ڈوب جاتی ہے۔

لائف انشورنس میں بے شمار خامیاں اور خرابیاں ہیں، مندرجہ ذیل چند اہم اسباب کی وجہ سے بعض علماء نے اس کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور بعض نے اس کے جائز ہونے کا بھی فتویٰ دیا ہے:

یہ اللہ پر بندے کے توکل کے خلاف ہے۔

اس میں بسا اوقات یا تو کمپنی کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے یا کلینٹ کو، اور اسلام میں خود نقصان اٹھانا یا دوسروں کو نقصان پہنچانا جائز نہیں۔

بسا اوقات ورثاء کے دل میں مال کی حرص پیدا ہو جاتی ہے، کئی واقعات میں ورثاء نے ہی کلینٹ کا قتل کر دیا اور کمپنی سے انشورنس کی رقم ہتھیالی۔

غیر منقولہ مرہون چیز سے استفادہ: عام لوگوں میں سود کی جو قسمیں پائی جاتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی آدمی کسی غریب کو کچھ رقم بطور قرض دیتا ہے، اور رہن میں اس کا گھر رکھ لیتا ہے، پھر اس میں یا تو خود رہتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھاتا ہے یا کسی کو کرایہ پر دے کر اس کا کرایہ خود کھاتا ہے، اس طرح کے کاروبار میں صرف عام لوگ ہی نہیں بلکہ پڑھے لکھے اور دینی مزاج رکھنے والے لوگ تک بھی ملوث پائے جاتے ہیں۔

کمیٹی وغیرہ کا سود:

عام لوگوں میں رائج سود کی قسموں میں سے یہ بھی ایک قسم ہے کہ دس آدمی مل کر ہر ماہ دس دس ہزار جمع کرتے ہیں، اور پھر اس ایک لاکھ روپے کی بولی لگتی ہے، کوئی کہتا ہے: میں اسے نوّے ہزار میں لوں گا۔ دوسرا کہتا ہے، میں اسے اسّی ہزار میں لوں گا، تیسرا کہتا ہے کہ میں اسے ستّر ہزار میں لوں گا۔ غرضیکہ جو سب سے زیادہ کم بولی لگاتا ہے، اسے اتنی رقم دے دی جاتی ہے، باقی ماندہ تیس یا چالیس ہزار روپے تمام لوگ آپس میں بانٹ لیتے ہیں، اور جس نے بولی کی رقم لی ہے اسے پورے ایک لاکھ روپے ہی بھرنے پڑتے ہیں۔ یہ بھی سود کی ایک اہم قسم ہے، اسے کہیں "کمیٹی" اور کہیں "چیٹی" وغیرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ کئی ایسے راستے اور طریقے ہیں جو کہ سود تک لے جاتے ہیں۔

بینکوں سے لین دین:

آج ہر انسان کو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر بینکوں سے واسطہ پڑ ہی جاتا ہے بالخصوص وہ لوگ جو کسبِ معاش کے لیے بیرون ملک رہتے ہیں، انہیں اپنی رقوم بھیجنے کے لیے بینکوں سے تعلق لازمی وضروری ہے، اس لیے کہ بینکوں کے سوا دیگر جو بھی ذرائع ہیں ہنڈی وغیرہ، ملکی قانون کی نگاہ میں جرم ہیں، علاوہ ازیں ان ذرائع سے بھیجی ہوئی رقم کے گھر پہنچنے تک انسان پریشانی کا شکار رہتا ہے، نیز اگر یہ طریقہ اطمینان بخش بھی ہو لیکن اس سرمایہ سے انسان کوئی جائیداد گھر یا پراپرٹی خرید تا ہے تو انکم ٹیکس کا محکمہ اسے اپنا شکار بنا لیتا ہے کہ اس کے پاس اس جائیداد کو خریدنے کے لیے روپیہ کہاں سے آیا؟ اس طرح آدمی قانون اور انکم ٹیکس محکمہ کے چنگل میں ایسے پھنس جاتا ہے کہ الامان والحفیظ۔

ایسے حالات میں علماء نے مسلمانوں کو اس بات کی اجازت عطا فرمائی ہے کہ وہ بوقت ضرورت سودی بینکوں کے ذریعے اپنی رقوم منتقل کر سکتے ہیں۔ شیخ الاسلام علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ عصر حاضر میں انہی بینکوں کے ذریعے رقوم منتقل کرنا عام ضروریات میں سے ہے، اسی طرح سود کی شرط کے بغیر محض حفاظت کے لیے رقوم رکھنے میں کوئی حرج نہیں"۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 525/2)

اگر اس طرح کوئی شخص بینک میں کرنٹ اکاونٹ کا کھاتہ کھولتا ہے، جس پر اسے سود نہ ملتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

www.ilmkidunya.com

اضطراری کیفیت کا حکم:

رسول خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

"لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب ہر کوئی سود کھانے والا ہو گا، اگر سود نہ کھائے تو اس کا غبار اسے ضرور پہنچ کر رہے گا"۔ (نسائی، کتاب البیوع، باب اجتناب الشبہات فی الکسب)

سود کی تباہ کاریاں:

سود خور، اللہ کی رحمت سے دور، اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے حالت جنگ میں رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی بھی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو وہ دھمکی نہیں دی اور اس عذاب کا وعدہ نہیں کیا جو سود خور کے لیے کیا ہے۔

سود ایک اجتماعی جرم ہے، وہ جس معاشرے میں رواج پا جائے گا اسے تباہ و برباد کر دے گا اور اس کی (اقتصادی) بنیادوں کو منہدم کر دے گا، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جن غریب ممالک نے عالمی بینکوں سے سے قرض لیا ہے وہ سود در سود ادا کرتے کرتے تباہ ہو گئے، لیکن قرض بدستور برقرار ہے۔

سود کھانے والے شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "حرام کا ایک لقمہ کھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں فرماتا"۔ (ترمذی)

نیز ارشاد نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہے:

"اگر کوئی شخص ایسا لباس پہنتا ہے جس میں نو درہم تو حلال کے ہیں اور ایک درہم حرام کا ہے تو یہ لباس جب تک اسکے جسم پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی کسی عبادت کو قبول نہیں فرماتا"۔ (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ کبھی کبھی کافر اور مشرک کی دعا بھی قبول کر لیتا ہے، لیکن اس کی بارگاہ میں سود خور کی دعا تک قبول نہیں ہوتی۔

سود ایک چیز کو دوسرے کے مقابلے میں زیادہ دے کر فروخت کرنا ہے۔ فقہاء نے اس کا قاعدہ کلیہ یہ بتایا ہے کہ وہ تمام اجناس، جن میں "ناپ، وزن اور خوراک" تینوں صفات میں سے کوئی دو صفتیں پائی جائیں، ان کا آپس میں لین دین یا خرید و فروخت کسی ایک کو زیادہ کر کے جائز نہیں۔ جن چیزوں میں یہ تینوں صفات معدوم ہوں، یا ان کی جنس مختلف ہو، تو پھر کسی کی زیادتی سود نہیں ہو گی، جیسا کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں گیہوں کے بدلے، جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے، برابر بیچنا جائز ہے، لیکن ان میں سے کسی ایک کو گھٹا بڑھا کر بیچنا یا دینا سود ہے"۔ (مسلم، احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جتنی دی جائے اتنی ہی واپس لینی چاہئے، جتنا سونا یا چاندی دی ہو، یا جتنا روپیہ دیا ہو، اتنا ہی واپس لینا چاہئے، اصل مال پر کچھ زائد رقم کا لینا، چاہے وہ رقم کم ہو یا زیادہ، سود ہے۔

اس تعریف کی رو سے صرف ایک جیسی نوع کے قرض کی واپسی میں دی گئی جنس سے زیادہ طلب کرنا سود ہے۔ واضح رہے کہ واپسی میں زیادہ طلب کرنا سود ہے۔ لیکن اگر زیادہ طلب نہیں کیا گیا بلکہ مقروض خوشی سے زیادہ دے تو یہ سود نہیں ہے بلکہ بعض احادیث کی رو سے احسن ہے۔

چونکہ ہر دور میں نوع کی کیفیت بدلتی رہتی ہے اور لین دین یا قرض کی انواع میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اسی لئے ایک کلیہ دے دیا گیا ہے۔ آج کل سروسز، سہولیات بھی "ادھار" لی جاتی ہیں۔ جن کی "اجرت" بعد میں دی جاتی ہے۔ لہٰذا سروسز کے بدلہ (مروجہ ریٹ سے) زائد ادائیگی سود نہیں ہو سکتی کہ یہاں لین دین کی "جنس" مختلف ہے۔

زمانہ قدیم میں سونے چاندی کی "کرنسی" کا رواج تھا۔ یہ کرنسی کبھی "ڈی ویلیو" نہیں ہوتی تھی۔ نہ ہی "افراط زر" ہوا کرتا تھا اور نہ ہی مہنگائی ہوا کرتی تھی۔ یہ سارے عذاب "پیپر کرنسی" کی دین ہے۔ پیپر کرنسی کی اپنی کوئی "ذاتی ویلیو" نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ کرنسی نوٹ جاری کرنے والی حکومتیں اس کی "ضامن" ہوا کرتی ہیں۔ اسی لئے جب کبھی کوئی حکومت، ریاست کمزور یا افراتفری کا شکار ہو جاتی ہے تو اس حکومت کے جاریکردہ کرنسی نوٹ بھی کوڑیوں کے بھاؤ بکتے ہیں۔ کرنسی نوٹ کا اگر سیریل نمبر مٹ جائے تو بھی اس کی مارکیٹ ویلیو گر یا ختم ہو جاتی ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر ان کے عہد میں اگر کوئی کسی کو ایک لاکھ روپے کا قرضہ (شرعی قرض حسنہ نہیں) دے اور اسے یہ قرضہ ایک سال بعد ملے تو عملاً اس کی رقم کم ہو جاتی ہے (کرنسی ڈی ویلیو ہونے کے سبب۔ اسی لئے بعض لوگ یا ادارے سود لینے کو "جواز" بناتے ہیں کہ جتنی کرنسی ڈی ویلیو ہوئی ہے، اسی کے برابر زائد رقم لے کر اپنا خسارہ پورا کر لیں۔ لیکن بہر حال ایک ہی شئے کے قرض میں واپسی میں زیادہ لینے کا مطالبہ کرنا سود تو ہے۔ اس کا ایک حل ہے کہ ادارے یا افراد مروجہ لوکل کرنسی کی بجائے بین الاقوامی کرنسی میں قرض لیا کریں۔ یعنی میں بنک سے ایک لاکھ روپے لے کر ایک سال بعد سود سمیت سوا لاکھ روپے دینے کی بجائے (ایک لاکھ کے مساوی) ایک ہزار ڈالر قرض لوں (پھر اپنے لوکل استعمال کے لئے اسے روپے میں تبدیل کروا لوں، اگر ضرورت ہو تو) اور ایک سال بعد بھی بنک کو ایک ہزار ڈالر ہی واپس کروں۔ اس دوران اگر روپیہ ڈی ویلیو ہو بھی جائے تو بنک کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ یا پھر (ایک لاکھ روپے کی بجائے اس کے تقریباً مساوی) دو تولہ سونا قرض لوں (اور اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کروں) اور ایک سال بعد دو تولہ سونا ہی واپس کروں۔ اس دوران اگر سونے کی قیمت میں اضافہ بھی ہو جائے تو قرض دینے والے کو کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ اس

طرح دو افراد بھی باہمی قرض کا لین دین کر سکتے ہیں اور قرض دینے والا دنیوی اعتبار سے نقصان میں بھی نہیں رہے گا۔ سود کی لعنت سے بھی بچا رہے گا۔ و اللہ اعلم ... وابیہ توبعینہ سود ہے۔

سوال: سود کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ تلاش کرنے میں طلبہ کی راہ نمائی کریں۔

جواب:

سود کی حرمت پر قرآنی آیات

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے اگر ایمان والے ہو تو اسے چھوڑ دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے خبر دار ہو جاو...." (البقرہ:275)

نیز فرمان باری ہے:

"اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا کر سود نہ کھاو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاو، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔ (آل عمران:132-131)

سود کی حرمت پر احادیث:

سیدنا ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"جس شخص نے سود کے ذریعہ زیادہ (مال) حاصل کیا، اس کا انجام کمی پر ہی ہو گا"۔ (صحیح، ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے:

"سود اگرچہ بظاہر زیادہ نظر آتا ہے لیکن اس کا انجام کمی اور قلت ہے"۔ (مستدرک حاکم)

دنیا دار انسان سود کو نفع بخش اور زکاۃ کو مال میں کمی کرنے والا سمجھتا ہے، جبکہ حقیقت بالکل برعکس ہے، ایسے خام خیال افراد کی ہدایت کے لئے، سود کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کا نظام پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مال کو بڑھانا ہو تو اسے رب کی بارگاہ میں زکاۃ اور صدقات کی شکل میں پیش کرو:

www.ilmkidunya.com

یہاں سے کاٹیں

سیلف ٹیسٹ

وقت: 40 منٹ　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　کل نمبر: 25

سوال1: ہر سوال کے لیے چار ممکنہ جوابات (A)، (B)، (C) اور (D) دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔ **(8×1=8)**

(i) **سود کو عربی میں کہتے ہیں:**
(A) کذب　(B) بہتان　(C) رِبوٰا　(D) فحش

(ii) **اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:**
(A) سود کو　(B) تجارت کو　(C) نفع کو　(D) سونے چاندی کو

(iii) **سود کا کا رواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔**
(A) سیاست　(B) محنت　(C) دوستی　(D) سفر

(iv) **کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے: اسے کہتے ہیں:**
(A) فطرانہ　(B) صدقہ　(C) زکوٰۃ　(D) قرضِ حسنہ

(v) **حدیث مبارک کے مطابق قرض حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:**
(A) نو گنا　(B) دس گنا　(C) گیارہ گنا　(D) اٹھارہ گنا

(vi) **قرض دے کر اس پر مشروط نفع لینا کہلاتا ہے:**
(A) تجارت　(B) قرضِ حسنہ　(C) سود　(D) کاروبار

(vii) **سود اسلام میں قطعی طور پر ہے:**
(A) نیکی　(B) حلال　(C) حرام　(D) اچھائی

(viii) **معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ ہے:**
(A) سود　(B) قرض　(C) مفت خوری　(D) تجارت

سوال2: **درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔** **(6×2=12)**

(i) سود کا معنی و مفہوم بیان کریں۔
(ii) سود کی حرمت پر ایک قرآنی آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔
(iii) سود کی حرمت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔
(iv) قرض حسنہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔
(v) سود کے معاشرے پر دو نقصانات تحریر کریں۔
(vi) قرضِ حسنہ سے کیا مراد ہے؟

سوال3: **درج ذیل سوال کا تفصیلاً جواب لکھیں۔** **(5×1=5)**

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

www.ilmkidunya.com
www.ilmkidunya.com

اسلامی ریاست

﴿تفصیلی سوالات﴾

سوال1: مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب:

مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست

ریاست کا مفہوم:

علمِ سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔

قوتِ نافذہ (حکومت):

اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوتِ نافذہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری و ساری ہونا چاہیے۔

مسلم معاشرے کے بنیادی ادارے:

مسلم علمانے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں:

- خاندان
- مسجد
- مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔

ریاست کے بنیادی ادارے:

ریاست کے بنیادی ادارے درج ذیل ہیں:

- مقننہ
- عدلیہ
- انتظامیہ

مقننہ:

مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوان بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔

عدلیہ:

عدلیہ اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے

انتظامیہ:

انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کراتی ہے۔ میڈیا مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے۔

فلاحی ریاست:

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

سیاسی نظام کا بنیادی مقصد:

دین اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل و انصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکامات الٰہیہ کی سربلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔

ارشادِ ربانی:

مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔“

(سورۃ الحج: 41)

مسلم حکمران کے فرائض:

مسلم حکام کے دیگر فرائض ہیں:

- عدل و انصاف کا قیام
- غربت کا خاتمہ
- فلاح عامہ
- اسلامی تعلیمات کا فروغ
- اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ
- حدود و قصاص
- مسلمانوں کا دفاع
- ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت
- معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

اسلامی ریاست میں قرآن و سنت کی تعلیمات:

اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی ایسا قانون بھی نہیں بن سکتا جو اسلام کی روح کے منافی ہو کیوں کہ ریاست کا مقصد افراد اور معاشرے کے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرنا ہے تاکہ انھیں ترقی کے یکساں مواقع فراہم ہو سکیں۔

اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ:

اسلامی ریاست میں بحیثیت انسان، مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دیے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

افواج اور سپہ سالاروں کو ہدایت:

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ:

- خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا
- شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا
- کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا
- چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا
- پھل دار درخت نہ کاٹنا
- عبادت گاہیں نہ گرانا
- بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا
- تمھیں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جنھوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔

(موطا امام مالک: 966)

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل:

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجدِ نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔

(سنن بیہقی: 11642)

www.ilmkidunya.com

عدالتی نظام:

عدالتی نظام میں بڑے صحابہ کرام خصوصاً حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنھم شامل تھے۔ صوبائی سطح پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔

تعلیمی نظام:

تعلیمی نظام میں صفہ اور دارِ ارقم جیسے اقامتی ادارے قائم تھے۔

بلدیاتی نظام:

بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے مسجد میں ام محجن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو متعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

افراد کی ذمہ داریاں:

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔

حاصل کلام:

ان مقاصد کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے ساز گار ماحول پیدا کیا جا سکے۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 1: اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: <u>**نمایاں خصوصیات**</u>

اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

- ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے والی ہو۔
- امنِ عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے لیے علاوہ ہر شعبے میں اخوت محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔
- معاشرے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرے۔
- تمام افراد کو ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرے۔
- قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کرے۔

سوال 2: اسلامی فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟

جواب: <u>**اسلامی فلاحی ریاست**</u>

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

سوال 3: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

جواب: <u>**غیر مسلموں کے حقوق**</u>

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے درج ذیل حقوق ہیں:

- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کا تحفظ دیا ہے۔
- اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے۔

سوال 4: اسلامی ریاست میں سپہ سالاروں کو جاری کردہ کوئی سے تین احکام لکھیں۔

جواب: <u>**سپہ سالاروں کے احکام**</u>

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ:

- خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا
- شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا
- کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انہیں جلانا
- چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا

سوال5: مملکت خداداد پاکستان کو ہم کیسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں؟

جواب:

افراد کی ذمہ داریاں

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔

ان مقاصد کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین اسلامی اعمال کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جاسکے۔

سوال6: قوتِ نافذہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:

قوتِ نافذہ

اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوتِ نافذہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری و ساری ہونا چاہیے۔

سوال7: معاشرے کو بنیادی ادارے کون سے ہیں؟

جواب:

معاشرے کے بنیادی ادارے

مسلم علما نے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں:

- خاندان
- مسجد
- مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔

سوال8: ریاست کے بنیادی ادارے کون سے ہیں؟

جواب:

ریاست کے بنیادی ادارے

ریاست کے بنیادی ادارے درج ذیل ہیں:

- مقننہ
- عدلیہ
- انتظامیہ

سوال9: مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کیا ہیں؟

جواب:

مسلم حکمران کے بنیادی فرائض

مسلم حکمران کے بنیادی فرائض درج ذیل ہیں:

- عدل و انصاف کا قیام
- غربت کا خاتمہ
- فلاح عامہ
- اسلامی تعلیمات کا فروغ
- اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ
- حدود و قصاص
- مسلمانوں کا دفاع
- ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت
- معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

سوال10: مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جواب:

ارشادِ ربانی

مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔"

(سورۃ الحج:41)

سوال11: مقننہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:

مقننہ

مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوان بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔

سوال12: عدلیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:

عدلیہ

عدلیہ قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔ پاکستان کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ ہے۔ عدالتوں کا مقصد شہریوں کے حقوق کا تحفظ اور بروقت انصاف فراہم کرنا ہے۔

سوال13: انتظامیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب:

انتظامیہ

انتظامیہ اُن فیصلوں پر عمل درآمد کرواتی ہے جو عدالتیں کرتی ہیں۔ عوام کی فلاح و بہبود اور فلاحی معاشرے کی ذمہ داری براہ راست انتظامیہ پر عائد ہوتی ہے۔

سوال14: حضور خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ دور میں کن صحابہ کے پاس عدالتی نظام کی ذمہ داری تھی؟

جواب:

عدالتی نظام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ریاستِ مدینہ میں عدالتی نظام میں درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔

- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبکہ صوبائی سطح پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔

سوال15: اسلامی ریاست کے لیے بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب:

ریاستِ مدینہ

اسلامی رباست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجدِ نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے راستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی:11642)

سوال16: عہد نبوی میں بلدیاتی نظام کی ذمہ داری کن کے سپرد تھی؟

جواب:

بلدیاتی نظام

بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسجد میں ام محجن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو متعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

سوال17: ریاست سے کیا مراد ہے؟

جواب:

ریاست

علمِ سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی قانوں اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

سوال 18: اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب:

بنیادی مقصد

اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل و انصاف کی علمبردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکاماتِ الٰہیہ کی سربلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔

اہم کثیر الانتخابی سوالات

1۔ **اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:**
(A) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (B) خاندان، مسجد اور مکتب (C) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (D) مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ

2۔ **نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:**
(A) جان و مال اور عزت کی حفاظت کا (B) سخاوت و ایثار کرنے کا
(C) فضول خرچی کے خاتمے کا (D) وعدے کی پابندی کا

3۔ **ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:**
(A) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (B) خاندان، مسجد اور مکتب (C) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (D) مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ

4۔ **پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:**
(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) طائف میں (D) دمشق میں

5۔ **اسلامی ریاست میں سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا:**
(A) دارِ ایوب کو (B) مسجدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو
(C) دارِ ارقم کو (D) درس گاہِ صفہ کو

6۔ **ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہو جو عمومی زبان میں کہلاتا ہے:**
(A) معاشرہ (B) علاقہ (C) قوت (D) انتظامیہ

7۔ **قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے اس قوت کو کہا جاتا ہے:**
(A) قوتِ نافذہ (B) عدالتیں (C) مقننہ (D) خاندان

8۔ **اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ خاص ہے:**
(A) وزیراعظم کے لیے (B) صدر کے لیے (C) اللہ کے لیے (D) قاضی کے لیے

9۔ **معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:**
(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

10۔ **ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:**
(A) تین (B) چار (C) پانچ (D) چھ

11۔ **مقننہ کے افراد بناتے ہیں:**
(A) عدل کا نظام (B) قانون (C) عمل درآمد کروانا (D) دفاع کرنا

12۔ **صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوانِ بالا کہلاتے ہیں:**
(A) قانون ساز ادارے (B) عدلیہ (C) انتظامیہ (D) [illegible]

13۔ **اسلامی ریاست حقیقت میں ریاست ہے:**
(A) سرمایہ دارانہ (B) اشتراکی (C) فلاحی (D) سوشلزم

14۔ **دینِ اسلام میں مذہب اور ________ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔**
(A) سیاست (B) عدالت (C) امن (D) مکتب

www.ilmkidunya.com

15۔ **اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ہے:**

(A) سعودی عرب (B) پاکستان (C) ریاستِ مدینہ (D) فلسطین

16۔ **ریاستِ مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا:**

(A) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے

(B) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(C) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (D) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

17۔ **باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو درس دیا گیا ہے:**

(A) صلہ رحمی کا (B) ہمدردی کا (C) نظم و ضبط کا (D) اخوت کا

18۔ **عہدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی:**

(A) مسجدِ الحرام (B) مسجدِ قبا (C) مسجدِ نبوی (D) بیت المقدس

19۔ **صوبائی سطح پر قاضی کے اختیارات حاصل تھے:**

(A) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (B) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(C) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (D) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

20۔ **حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسجد میں صفائی کے لیے مقرر فرمایا:**

(A) اُمِّ محجن (B) اُمِّ فیروزہ (C) اُمِّ نصیبہ (D) اُمِّ نفیسہ

21۔ **رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے کس کے غلام کو متعین کیا گیا؟**

(A) تمیم داری (B) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(C) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (D) حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

22۔ **عہدِ نبوی میں تعلیمی نظام میں صفہ اور ________ جیسے قامتی ادارے کام کرتے ہیں۔**

(A) دارِ زید (B) بیت الندوہ (C) دارِ ارقم (D) بیت الحکمہ

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

11	10	9	8	7	6	5	4	3	2	1
B	A	B	C	A	B	B	B	D	A	B
22	21	20	19	18	17	16	15	14	13	12
C	A	A	D	C	C	A	C	A	C	A

مشقی سوالات

(i) درست جواب کا انتخاب کریں:

1۔ اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:

(A) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (B) خاندان، مسجد اور مکتب (C) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (D) مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ

2۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:

(A) جان و مال اور عزت کی حفاظت کا (B) سخاوت و ایثار کرنے کا

(C) فضول خرچی کے خاتمے کا (D) وعدے کی پابندی کا

3۔ ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:

(A) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (B) خاندان، مسجد اور مکتب (C) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (D) مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ

4۔ پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:

(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) طائف میں (D) دمشق میں

5۔ اسلامی ریاست میں سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا:

(A) دارِ ایوب کو

(B) مسجدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو

(C) دارِ ارقم کو (D) درس گاہِ صفہ کو

مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

5	4	3	2	1
B	B	D	A	B

(ii) مختصر جواب دیں:

1۔ اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

جواب: **نمایاں خصوصیات**

اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

- ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے والی ہو۔
- امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے لیے علاوہ ہر شعبے میں اخوت محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔
- معاشرے کے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرے۔
- تمام افراد کو ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرے۔
- قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کرے۔

2۔ اسلامی فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟

جواب: **اسلامی فلاحی ریاست**

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے، جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

3۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

جواب: **غیر مسلموں کے حقوق**

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے درج ذیل حقوق ہیں:

- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کا تحفظ دیا ہے۔

www.ilmkidunya.com

- اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے۔

4۔ اسلامی ریاست میں سپہ سالاروں کو جاری کردہ کوئی سے تین احکام لکھیں۔

جواب: **سپہ سالاروں کے احکام**

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ:

- خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا
- شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا
- کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا
- چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا

5۔ مملکت خداداد پاکستان کو ہم کیسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں؟

جواب: **افراد کی ذمہ داریاں**

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔

ان مقاصد کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تاکہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جاسکے۔

(iii) تفصیلی جواب دیں:

1۔ مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھئے تفصیلی سوال نمبر 1

سرگرمیاں برائے طلبہ

سوال 1: اسلامی ریاست کے اہم اداروں کے نام اور ان کی ذمہ داریوں کی فہرست تیار کریں۔

جواب: **اسلامی ریاست کے اہم ادارے اور ان کی ذمہ داریاں**

اقتدارِ اعلیٰ اقتدارِ اعلیٰ لاطینی لفظ (Suparanus) سے اخذ ہے اس کے معانی برتر و اعلیٰ (Supereme) کے ہیں۔

اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ کا منصب اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ اسلامی نظریہ ریاست میں طاقت کا سرچشمہ اللہ رب العزت کی ذات وحدہ لاشریک ہے۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الٰہی اقتدار اور حاکمیت کا نظریہ پیش کیا اور اسے اسلامی ریاست میں بتمام و کمال نافذ فرمایا ہے۔ اسلام کا موقف یہ ہے کہ ہر قسم کی حاکمیت کا مبدا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہت ہے، کوئی الٰہ اس کے سوا نہیں، پھر تم کدھر پھرے جارہے ہو۔" (سورۃ الزمر۔ آیت 6)

رئیس مملکت ریاست نبوی میں اقتدارِ اعلیٰ اور حاکمیت کے دروبست مالک اللہ تعالیٰ ہیں۔ خلیفہ الارض حضرت آدم علیہ السلام کی وساطت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی حاکم اعلیٰ کے نائب اور خلیفہ کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوہ حسنہ شہادت فراہم کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدوجہد کا ثمر یہ ہے کہ دنیا میں کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ خود کو دوسرے انسانوں سے افضل سمجھے۔ اقتدارِ اعلیٰ صرف مالک اور خالق اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تر کوششیں ریاست میں اللہ تعالیٰ کے قانون کی برتری کو قائم کرنے کیلئے وقف تھیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کے قانون کا نفاذ ہے۔

قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نوع انسانی کے لئے سرچشمہ ہدایت اور شارح کتاب اللہ ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہبط وحی اور شارح کتاب ہونے کے باوجود قانون الٰہی کے قائم کردہ عمل سے اپنے آپ کو کبھی مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات سے بھی قصاص لیتے تھے۔" (سنن ابن داؤد، جلد سوم، حدیث 1117)

یہ کسی معمولی کردار کا مظاہرہ نہیں تھا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کارنامہ انجام دیا کہ اسلامی ریاست میں قانون الٰہی کی بالادستی و حکمرانی کو پوری قوت کے ساتھ نافذ فرمادیا اور اپنے وقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جن مذہبی، سیاسی اور اجتماعی احکام پر عمل پیرا ہوئے وہ سب آنے والے زمانوں کے لئے نظیر بن گئے۔

www.ilmkidunya.com

قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں امت مسلمہ کے لئے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت ضروری اور واجب ہے۔ لیکن یہ عمل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہے۔ اختلاف کی صورت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ مانا جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بحیثیت سربراہ اسلامی مملکت ریاست کی سب سے زیادہ ذمہ دار شخصیت تھے۔ تمام داخلی و خارجی معاملات کے نگران اور دینی و مذہبی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ دنیاوی اُمور کے بھی سربراہ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شارح قانون، سپہ سالار افواج اور قاضی القضات ہونے کے ساتھ ساتھ انتظامیہ، مقنّنہ (قانون سازی) اور عدلیہ تمام شعبوں کے سربراہ تھے۔

شُوریٰ:

اسلام میں حاکم قرآن و سنت کا پابند ہوتا ہے، اسے ایمان والوں سے مشورہ کا پابند بھی کیا گیا ہے۔ سورۃ شوریٰ میں ان مومنین و مخلصین کی تعریف کی گئی ہے جن کے لئے آخرت کی کامیابی مقدر ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جو ایمان لائے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور اگر غصہ آجائے تو درگزر کر جاتے ہیں جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں۔"

(سورہ شوریٰ۔ آیت 37 تا 38)

یہ صادق الایمان اور اعلیٰ کردار سے آراستہ افراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں اور اپنی ساری کوششوں کو اتباع میں لگا دیتے ہیں۔ یہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں یعنی ان کا تعلق اپنے خالق کے ساتھ ہوتا ہے، ان کی دوسری نمایاں ترین صفت یہ ہے کہ "ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔"

(سورۃ الشوریٰ۔ آیت 38)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکی، بنیادی مسائل اور اہم معاملات باہمی مشورے سے طے فرماتے تھے اور بعض اوقات گفتگو صرف مہاجرین و انصار تک محدود رہتی تھی۔ عام اور اہم معاملات میں بالعموم پہلی صورت اختیار کی جاتی تھی۔ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ استصواب رائے کی صورت میں حق رائے دہی کیلئے صرف دو شرائط ہیں۔ اسلام اور اسلامی شعور۔ اس صورت میں مرد و عورتیں، بوڑھے، بچے، شہری دیہاتی اور مسافر سب رائے دینے کا حق رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

"میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ مشورہ کرنے والا انسان نہیں دیکھا۔"

یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارک خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں شوریٰ کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ مثلاً:

- اذان کے سلسلے میں شوریٰ کا اجتماع سن 1ھ میں ہوا۔
- غزوہ بدر کے موقع پر 2ھ میں معرکہ بدر سے متعلق شوریٰ کا انعقاد ہوا۔
- میدان بدر میں پڑاؤ کی جگہ کو بھی حضرت خبابؓ بن منذر کے مشورہ سے تبدیل کر دیا گیا۔
- شوریٰ برائے اسیران بدر 2ھ۔
- غزوہ احد سے پہلے 3ھ میں محاذ جنگ کے تعین کے لئے اجتماعی شوریٰ منعقد ہوا۔
- غزوہ خندق پر 5ھ میں جنگ کی تیاریوں کے سلسلے میں مشورہ۔
- صلح حدیبیہ سے پہلے دوران سفر 6ھ میں مشاورت کی گئی۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 10ھ میں حضرت معاذؓ بن جبل کو والی یمن مقرر کرنے کے لئے شوریٰ طلب فرمایا۔

تنظیمی ڈھانچہ:

عہد نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں اگرچہ تمام اختیارات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں مرکوز تھے، تاہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظم و نسق کو چلانے کے لئے مختلف لوگوں کو مختلف ذمہ داریاں سونپیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحیثیت حکمران حکومت کے عہدوں پر ایسے خدا ترس، باصلاحیت، بے لوث، پاکیزہ کردار اور مخلص افراد کا تقرر کیا جو اسلام کی روح سے واقف اور دین کے مزاج شناس، تجربہ کار اور تربیت یافتہ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات ذہن نشین کرا دی کہ حکومت کے عہدے حصول عزت و دولت اور کسب دنیا کے ذرائع نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔

ان صاحبان کے عہدوں اور ان کے فرائض کی مختصراً تفصیل یہ ہے:

نائبین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو کسی کو اپنا نائب مقرر فرماتے تھے۔ یہ نائب نماز کے لئے ہوتے تھے اور سربراہ مملکت کی حیثیت سے نائب و خلیفہ ہوتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر موجودگی میں مدینہ میں مقیم امت مسلمہ کی فلاح و بہبود کے کاموں اور ریاست کے امور کی نگرانی کے ذمہ دار بھی تھے۔

صوبائی منتظم:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ کی ریاست میں شامل ہونے والے علاقوں کے انتظام، دیکھ بھال اور لوگوں کے امور کے فیصلوں کے لئے مختلف افسران کا تقرر فرمایا۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سفیروں کو اور امرا کو مقرر فرماتے تھے۔"

(بخاری جلد 2 صفحہ 1078)

حاکم کو روانہ کرتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خصوصی ہدایات بھی ارشاد فرماتے تھے۔ دس ہجری میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جبل کو بالائی یمن اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعری کو زیریں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو جاتے وقت ان دونوں کو درج ذیل ہدایت فرمائی۔

"لوگوں پر آسانی کروگے، نرمی کا رویہ اختیار کروگے اور سختی نہیں کروگے، اسلام پر عمل کرنے والوں کو بشارت دیتے رہو اور ایسا طرز عمل اختیار نہ کرو جس سے لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں۔"

(بخاری جلد 2 صفحہ 662)

دو مشہور سیاسی و معاشرتی ادارے:

عہد جاہلیت کے سماجی اداروں کے ضمن میں "عرافہ اور نقابہ" کا ذکر ملتا ہے۔ یہ دونوں قدیم ادارے تھے عرب معاشرہ میں ان اداروں کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ یہ ادارے حکومت اور عوام میں واسطہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اپنے علاقے کے سیاسی و سماجی حالات سے حکومت کو آگاہ کرنا ان کی ذمہ داری تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عہد جاہلیت کی تمام چیزوں کو مسترد نہیں فرمایا تھا بلکہ جو ادارے معاشرتی بہبود کیلئے موزوں تھے انہیں قائم رکھا اور ان کی مزید آبیاری کی۔ ایسے اداروں میں عرافہ اور نقابہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

عرافہ:

عریف ایک چھوٹے حلقے کا نمائندہ ہوتا تھا۔ وہ اپنے محلے یا علاقے کے افراد کے حقوق و فرائض کی نگہبانی کرتا تھا۔ ہر قبیلہ میں دس دس افراد پر ایک عریف مقرر ہوتا تھا۔ قبیلہ میں ذہین، تجربہ کار اور دیانت دار شخص کا انتخاب کیا جاتا تھا۔ عہد نبوی میں اس ادارے کے وجود کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ فتح مکہ کے بعد شوال ۸ھ میں جنگ حنین ہوئی۔ اس میں قبیلہ ہوازن و ثقیف کے بہت سے لوگ قید ہو گئے۔ اختتام جنگ کے بعد قبیلہ ہوازن کے لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے درخواست پیش کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں سے فرمایا کہ میں ان قیدیوں کو واپس کرنا چاہتا ہوں، تم میں سے جو شخص خوشی سے آزاد کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم بخوشی آزاد کرتے ہیں، مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم تم میں سے کون بخوشی اجازت دیتا ہے اور کون نہیں، لہٰذا تم لوگ اپنے عریفوں کے ذریعے اس معاملے کو پیش کرو۔

یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے جب ریاست پوری طرح وجود میں آچکی تھی۔ چنانچہ اس واقعہ سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سیاسی و سماجی ادارے کو باقی رکھا اور ان کے افراد کی نمائندہ حیثیت کو تسلیم کیا۔

نقابہ:

عریف کا دائرہ کار محدود ہوتا تھا۔ اس کے برعکس نقیب کی ذمہ داریاں زیادہ ہوتی تھیں۔ وہ ملکی اور قومی سطح پر نمائندگی کرتا تھا۔ اسلام کی تاریخ میں بیعت عقبہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس موقع پر اہل مدینہ کے ساتھ ایک معاہدہ طے پایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار سے تکمیل بیعت کے بعد فرمایا تھا۔

تم لوگ اپنے قبیلے میں سے بارہ افراد پیش کرو، جو نقیب کے فرائض انجام دیں گے، تاکہ اختلاف کی صورت میں یہ لوگ حاکم ہوں۔ چنانچہ انصار نے بارہ افراد کا انتخاب کیا۔ 9 خزرج میں تھے اور 3 قبیلہ اوس میں سے تھے۔

شعبہ فرامین:

اس شعبے کے تحت مقدمات و معاملات کے فیصلے لکھے جاتے تھے۔

ہر قسم کی دستاویزات، معاہدہ اور شرائط معاملات کی کتابت ہوتی تھی۔

www.ilmkidunya.com

قبیلوں کا ریکارڈ ان کے چشموں کی تفصیل، مردم شماری، عمال اور محصولین (Tax Payee) کے لئے تحریری فرامین کا اِجرا ہوتا تھا اور قبیلوں کو سرکاری ہدایات بھیجنا بھی اسی شعبہ کا کام تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عام لوگوں کے ادھار قرض، لین دین کے معاملات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہل عرب کے مابین خط و کتابت، نیز اموال صدقات اور کھجور کے درختوں سے آمدنی کا تخمینہ ضبط تحریر میں لانا اس شعبہ توقیعات کے ذمہ تھا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سیکرٹری (secretary) اور خزانچی کا درجہ حاصل تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام گھریلو امور، قرضوں کی فراہمی اور ادائیگی کے انتظامات، مہمانوں کی آسائش اور دیگر متعدد کاموں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

شعبہ عسکری (فوجی کمانڈر):

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی ریاست کے دفاع اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے فوج کے قیام اس کی تنظیم اور اس کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ باقاعدہ فوجی افسران کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ فوج کے کمانڈر انچیف اور سربراہ کی حیثیت خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔

بازاروں کی نگرانی کرنے والا عملہ:

بازاروں اور مارکیٹ کی قیمتوں کے توازن اور استحکام کی ذمہ داری بھی ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ذمہ داری پر نگران مقرر فرمائے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام احکام دینے کے علاوہ خود بھی بازاروں کا دورہ (Visit) فرماتے اور بے ایمان تاجروں کا محاسبہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غلے کے ایک تاجر کی سرزنش کی جس نے سوکھے غلّے کے نیچے وزن بڑھانے کے لئے گیلا غلّہ چھپا کر رکھا تھا۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے والے کو "المحتسب" (حساب لینے والا) کہا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان عہدوں پر مامور حاکموں کا بھی محاسبہ فرماتے تھے۔

شعبہ تعلقات خارجہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت اسلام کے لئے مختلف ممالک میں سفرا کو بھیجا، قیصر و کسریٰ کی جانب سفارتیں روانہ کی گئیں۔

شعبہ امور داخلہ:

شعبہ امور داخلہ کے زیر نگرانی درج ذیل ذمہ داریاں تھیں:

- استقبال و مہمانداری
- بیماروں کی عیادت
- جاسوسی اور پولیس کا انتظام

استقبال و مہمانداری:

جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اپنی نجی یا سرکاری حیثیت سے حاضر ہوتے تھے ان کے حسبِ حیثیت استقبال اور قیام و طعام کے لئے ایک منتظم کا باقاعدہ تقرر کیا جاتا تھا۔ استقبال و مہمانداری کے سلسلے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام افراد یا وفود کی آمد پر بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے تھے ان کی خاطر مدارات میں حصہ لیتے اور پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ استقبال فرماتے تھے۔ کبھی مسجد نبوی میں خیمے نصب کرا کر مہمانوں کو ٹھہرایا جاتا تھا اور میزبانی کے لئے حسب ضرورت مختلف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعین کر دیا جاتا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دور دراز سے آنے والے مہمانوں کی نہ صرف یہ کہ تواضع فرماتے بلکہ ان کی واپسی کے وقت زادِ سفر اخراجات اور وظائف کا بھی انتظام فرمایا کرتے تھے۔

مریضوں کی عیادت:

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق کی فہرست میں مریض کی عیادت اور مسلمانوں کے انتقال کی صورت میں تجہیز و تکفین کو بھی شامل فرمایا۔ عیادت کرنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رنگ و نسل اور مذہب و ملت کے تمام امتیازات کو نظر انداز فرمادیا حتیٰ کہ مشرکین تک کی عیادت کرنے میں کوئی تامل نہیں فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی کسی مریض کی تیمارداری فرماتے اسے ہمت و حوصلے کی تلقین کرتے تھے اور دعا فرماتے تھے "انشاء اللہ جلد ہی اچھے ہو جاؤ گے"۔

کسی مسلمان کا انتقال ہو جاتا تو جنازے میں شرکت فرماتے اور میت کے پسماندگان کو صبر کی تلقین فرماتے تھے۔

پولیس:

ملک میں امن و امان قائم رکھنے، نظم و ضبط برقرار رکھنے اور اسے سیاسی و معاشرتی انتشار سے بچانے کے لئے پولیس کا انتظام کیا گیا تھا۔ قیام مدینہ کے بالکل آغاز ہی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منشور مدینہ کے ذریعہ مدینہ کو حرم قرار دے دیا تھا۔ حرم کا مطلب یہ ہے کہ متعینہ علاقے میں لڑائی جھگڑا، خون خرابہ، قتل و غارت گری اور بدامنی پھیلانا حرام ہے اور اس طرح مدینہ کو امن و سلامتی کی دولتِ بے بہا مل گئی۔

www.ilmkidunya.com

لیکن بہر حال امن و امان کی صورت حال کو خراب کرنے والوں کی تنبیہہ کے لئے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے با قاعدہ انتظام فرمایا تھا۔ اس غرض سے نہ صرف یہ کہ پولیس کا محکمہ موجود تھا۔ بلکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ذاتی طور پر اس میں دلچسپی لیتے تھے۔ چنانچہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حالات کو محسوس کرکے اس کی تحقیق کیلئے راتوں میں خود بھی گشت فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ رات کی پہرہ داری اور چوکیداری کے لئے مدینہ میں ایک "صاحب العسس" بھی مقرر فرمایا تھا جس کا کام یہ تھا کہ راتوں کو گشت کرے، آواز لگائے اور مشکوک افراد کا پیچھا کرے۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام نے کسی بھی شخص کے ذاتی معاملات میں تجسس کو منع کیا ہے۔ لیکن سیاسی مصلحت اور معاشرتی ضرورتوں کے تحت تحقیق و تفتیش اور تلاش و تجسس کی اجازت ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہر حال وقت اور حالات کے تحت مخبری اور جاسوسی کے ضروری انتظامات فرمائے اور ایک متجسس کا تقرر فرمایا۔ اس عہدے دار کا کام یہ تھا کہ مخالفین ریاست کی دشمنانہ سرگرمیوں کی اطلاع بہم پہنچائے۔

ریاست میں امن و امان کی فضا قائم کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھرپور کوششیں فرمائیں، اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے کامیاب ہوئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد حکومت میں امن و امان کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔

عہد نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اس سیاسی نظام کا یہ مختصر خاکہ ہے جس کی مستحکم بنیادوں پر آئندہ اسلام کی وسیع ترین اسلامی ریاست وجود میں آئی۔ جس نے تہذیب و تمدن کے نئے چراغ روشن کئے، عدل و انصاف کے اعلیٰ معیارات قائم کئے اور دنیا کے نقشے پر ایک ایسی عظیم ریاست وجود میں آئی جو اپنی مثال آپ ہے۔

تعلیمی نظام:

جب آدم کو پیدا کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

"میں دنیا میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔"

(سورۃ البقرہ۔ آیت 30)

نائب کا مطلب ہے کہ ایسا بندہ جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات استعمال کرے۔ فرشتوں نے یہ بات سن کر اللہ تعالیٰ سے کہا۔

"اے ہمارے رب! یہ شخص زمین میں فساد برپا کرے گا اور زمین میں ہر طرف خون پھیلائے گا۔ اے پروردگار! ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاک ذات کو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔"

(سورۃ البقرہ۔ آیت 30)

اللہ تعالیٰ نے آدم کو کائناتی رموز سکھا کر فرشتوں سے پوچھا۔ اگر تم اس علم سے واقف ہو تو بیان کرو۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے ہمیں سکھا دیا ہے۔ آدم نے علوم بیان کیے تو فرشتوں نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جو علوم سکھا دیئے ہیں وہ ہم نہیں جانتے۔ اور انہوں نے آدم کی اطاعت اور فرمانبرداری کو قبول کر لیا۔ سب انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ قرآن کریم میں آپؑ کی تخلیق اور خلافت کا ذکر علم کے ساتھ ہوا ہے۔ معلم حقیقی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم الاسماء عطا کیا تو انسان کا شرف "علم" بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف اس لئے فرمایا ہے کہ سمٰوٰت، زمین اور دونوں کے اندر جو کچھ ہے سب کا سب انسان کے تابع ہے۔ کائناتی تزئین و آرائش کے روشن وسائل سورج، چاند، ستارے سب انسان کے محکوم ہیں اور یہ حاکمیت اس علم کی بنیاد پر ہے جو علم اللہ تعالیٰ نے آدم کو سکھا دیا ہے۔

سوال 2: اسلامی ریاست میں انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے کر تبصرہ کریں۔

جواب: اس حوالے سے اساتذہ کرام کمرۂ جماعت میں طلبہ کی راہنمائی فرماتے ہوئے انہیں آگاہ کریں اور اُن کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

www.ilmkidunya.com

یہاں سے کاٹیں

سیلف ٹیسٹ

وقت: 40 منٹ　　　　کل نمبر: 25

سوال 1: ہر سوال کے لیے چار ممکنہ جوابات (A)، (B)، (C) اور (D) دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔ (8×1=8)

(i) ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:

(A) خاندان، عدلیہ اور مقننہ　(B) خاندان، مسجد اور مکتب　(C) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ　(D) مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ

(ii) پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:

(A) مکہ مکرمہ میں　(B) مدینہ منورہ میں　(C) طائف میں　(D) دمشق میں

(iii) ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہو جو عمومی زبان میں کہلاتا ہے:

(A) معاشرہ　(B) علاقہ　(C) قوت　(D) انتظامیہ

(iv) قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے اس قوت کو کہا جاتا ہے:

(A) قوتِ نافذہ　(B) عدالتیں　(C) مقننہ　(D) خاندان

(v) اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ خاص ہے:

(A) وزیر اعظم کے لیے　(B) صدر کے لیے　(C) اللہ کے لیے　(D) قاضی کے لیے

(vi) مقننہ کے افراد بناتے ہیں:

(A) عدل کا نظام　(B) قانون　(C) عمل درآمد کروانا　(D) دفاع کرنا

(vii) صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوانِ بالا کہلاتے ہیں:

(A) قانون ساز ادارے　(B) عدلیہ　(C) انتظامیہ　(D) مکتب

(viii) اسلامی ریاستِ حقیقت میں ریاست ہے:

(A) سرمایہ دارانہ　(B) اشتراکی　(C) فلاحی　(D) سوشلزم

سوال 2: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔ (6×2=12)

(i) اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

(ii) اسلامی فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟

(iii) اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

(iv) اسلامی ریاست میں سپہ سالاروں کو جاری کردہ کوئی سے تین احکام لکھیں۔

(v) مملکت خداداد پاکستان کو ہم کیسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں؟

(vi) قوتِ نافذہ سے کیا مراد ہے؟

سوال 3: درج ذیل سوال کا تفصیلاً جواب لکھیں۔ (5×1=5)

مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست پر جامع نوٹ لکھیں۔

www.ilmkidunya.com

جہاد فی سبیل اللہ

تفصیلی سوالات

سوال1: اسلام کے تصورِ جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب:

اسلام کا تصورِ جہاد

معنی و مفہوم:

جہاد کے معنیٰ ہیں "کوشش کرنا"۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔

جہاد کا مقصد:

خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

جہاد کی فرضیت:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

(سورۃ البقرۃ:216)

جہاد کی فضیلت:

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

(سورۃ التوبۃ:20)

مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصد زندگی کی تکمیل کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کی جان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں ان کی جانیں اور ان کے مال اس کے بدلہ کہ اُن کے لیے جنّت ہے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں

(سورۃ التوبۃ:111)

حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔"

(صحیح مسلم:1910)

ملّتِ اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھر میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور ان سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے۔

جہاد کی اقسام:

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

www.ilmkidunya.com

- جہاد بالنفس
- جہاد بالمال
- جہاد بالسیف
- جہاد بالقلم
- جہاد باللسان

جہاد کی شرط:

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کر لیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔

جہاد کے اصول:

اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں:

- بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔
- مکانوں کو نہ گرایا جائے۔
- درختوں اور کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔
- قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔
- کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔
- جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
- عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔
- لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

علماء کرام کا فتویٰ "پیغام پاکستان":

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے "پیغام پاکستان" کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقد ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خود کش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علما و مفتیانِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

فتویٰ کا متن:

علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے تمام فتاویٰ جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سے کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے اَفراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت بھی ہے۔

دہشت گردی:

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

حاصلِ کلام:

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملّتِ اسلامیہ اور دینِ اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔ مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہلِ اسلام کی جان، مال، عزّت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

﴿مختصر سوالات﴾

سوال 1: جہاد کے لفظی معنی کیا ہیں؟

جواب:

جہاد کا معنی و مفہوم

جہاد کے معنی ہیں "کوشش کرنا"۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔

سوال 2: جہاد کا مقصد کیا ہے؟

جواب:

جہاد کا مقصد

خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

سوال 3: جہاد کی فضیلت پر ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

جہاد کی فضیلت

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

(سورۃ التوبۃ:20)

سوال 4: جہاد کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

جہاد کی فضیلت پر حدیث

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔"

(صحیح مسلم:1910)

سوال 5: پیغام پاکستان سے کیا مراد ہے؟

جواب:

پیغام پاکستان

علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے نام نہاد فتاویٰ جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سے کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے افراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

سوال 6: جہاد کا کب فرض ہوا؟

جواب:

جہاد کی فرضیت

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد فرض قرار دے دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے۔

www.ilmkidunya.com

(سورۃ البقرۃ:216)

سوال 7: جہاد کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب: **جہاد کی اقسام**

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

- جہاد بالنفس
- جہاد بالمال
- جہاد بالسیف
- جہاد بالقلم
- جہاد باللسان

سوال 8: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے جہاد کے کیا اصول مقرر کیے؟

جواب: **جہاد کے اصول**

اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں:

- بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔
- مکانوں کو نہ گرایا جائے۔
- درختوں اور کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔
- قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔
- کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔
- جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
- عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔
- لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

سوال 9: نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے جہاد کی کیا شرط قرار دی ہے؟

جواب: **جہاد کی شرط**

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کر لیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔

سوال 10: دہشت گردی کے خلاف علماء کرام نے کب فتویٰ جاری کیا ہے؟

جواب: **دہشت گردی کے خلاف فتویٰ**

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے "پیغامِ پاکستان" کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقد ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خود کش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علماء و مفتیانِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

سوال 11: دہشت گردی یا فساد فی الارض سے کیا مراد ہے؟

جواب: **دہشت گردی**

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

www.ilmkidunya.com

سوال 12: مسلمان ریاست کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب:

مسلمان ریاست کی ذمہ داری

مسلمان ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہلِ اسلام کی جان، مال، عزت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

سوال 13: جہاد کے حوالے سے ایک مسلمان کی کیا ذمہ داری ہے؟

جواب:

مسلمان کی ذمہ داری

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی جان، مال کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملتِ اسلامیہ اور دینِ اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔

سوال 14: ہمارا مذہبی ایمانی فریضہ کیا ہے؟

جواب:

مذہبی اور ایمانی فریضہ

ملتِ اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھر میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو اُن کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور اُن سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی ایمانی فریضہ ہے۔

﴿کثیر الانتخابی سوالات﴾

1۔ **جہاد کا مقصد ہے:**

(A) زمین کا حصول　(B) امن کا قیام　(C) شہرت　(D) بدلہ

2۔ **جہاد فرض ہوا:**

(A) مکہ مکرمہ میں　(B) مدینہ منورہ میں　(C) طائف میں　(D) حبشہ میں

3۔ **2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے:**

(A) دستورِ پاکستان　(B) آئین پاکستان　(C) تعزیراتِ پاکستان　(D) پیغام پاکستان

4۔ **جہاد بالسّیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:**

(A) غیر مسلموں کو　(B) بے حیائی اور فحاشی کو　(C) فساد فی الارض کو　(D) غربت و افلاس کو

5۔ **سب سے بہترین جہاد ہے:**

(A) جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا　(B) تلوار سے جہاد کرنا
(C) مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا　(D) نیکی کا حکم دینا

6۔ **جہاد کے معنی ہیں:**

(A) کوشش کرنا　(B) جلا دینا　(C) نشوونما　(D) پختہ عہد

7۔ **زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے:**

(A) سزا　(B) جہاد　(C) بدلہ　(D) حکومت

8۔ **تم اللہ کی راہ میں فرض کیا گیا ہے جبکہ وہ تمہیں ناپسند ہے:**

(A) نماز　(B) روزہ　(C) قتال　(D) زکوٰۃ

9۔ **وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہے اور وہی کامیاب ہے جنہوں نے کیا:**

(A) جہاد　(B) سخاوت　(C) کنجوسی　(D) کفایت شعاری

10۔ **اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصدِ زندگی کی تکمیل کرتا ہے:**

(A) مومن　(B) منافق　(C) محبِ وطن　(D) مجاہد

11۔ جس نے جہاد نہ کیا اور نہ اس کے بارے میں ارادہ کیا تو وہ مرتا ہے:
(A) نفاق کے شعبوں میں　(B) کفر کے شعبوں میں　(C) اذیت میں　(D) خوش دلی سے

12۔ اسلام میں جہاد کی کتنی اقسام ہیں؟
(A) 3　(B) 4　(C) 5　(D) 6

13۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو دعوت دی جائے:
(A) دوستی کی　(B) اسلام کی　(C) امن کی　(D) جنگ کی

14۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ قیدیوں کو نہ دیا جائے:
(A) قتل　(B) قید　(C) تشدد　(D) سہولتیں

15۔ کسی کو آگ میں نہ ڈالا جائے:
(A) قیدی　(B) جانور　(C) سردار　(D) ان تمام کو

16۔ جو ______ ڈال دے اُسے قتل نہ کیا جائے۔
(A) ہتھیار　(B) دولت　(C) عہدہ　(D) ان میں سے کوئی نہیں

17۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور ______ کو قتل نہ کیا جائے۔
(A) غلاموں　(B) دولت مندوں　(C) عورتوں　(D) لونڈیوں

18۔ دہشت گردی کے خلاف علماء کرام نے فتویٰ دیا:
(A) 2016　(B) 2017　(C) 2018　(D) 2019

19۔ دہشت گردی کے خلاف متفقہ فتویٰ پر کتنے علماء کرام نے دستخط کیے؟
(A) 1000　(B) 1200　(C) 1400　(D) 1800

20۔ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ کو کتابی شکل میں شائع کیا:
(A) ادارہ تحقیقاتِ اسلامی　(B) کتاب دوست پبلشرز　(C) فیروز سنز　(D) علمی کتب خانہ

21۔ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ کو ریاست نے قرار دیا:
(A) قومی بیانیہ　(B) قول الیہ　(C) قومی سانحہ　(D) قومی پالیسی

22۔ جہاد صرف ______ کا حق ہے۔
(A) مسلمانوں کا　(B) خواتین کا　(C) ریاست کا　(D) مردوں کا

23۔ ______ بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔
(A) دہشت گردی　(B) جہاد　(C) قتال　(D) بدلہ

24۔ جو لوگوں کی جان لیتے ہیں اور اپنا نظریہ زبردستی نافذ کرتے ہیں وہ کہلاتے ہیں:
(A) جہادی　(B) فسادی　(C) محبِ وطن　(D) نظریاتی

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

www.ilmkidunya.com

12	11	10	9	8	7	6	5	4	3	2	1
C	A	D	A	C	B	A	A	C	D	B	B
24	23	22	21	20	19	18	17	16	15	14	13
B	A	C	A	A	D	C	C	A	D	A	B

www.ilmkidunya.com

مشقی سوالات

(i) درست جواب کا انتخاب کریں:

1۔ جہاد کا مقصد ہے:
(A) زمین کا حصول (B) امن کا قیام (C) شہرت (D) بدلہ

2۔ جہاد فرض ہوا:
(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) طائف میں (D) حبشہ میں

3۔ 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے:
(A) دستورِ پاکستان (B) آئینِ پاکستان (C) تعزیراتِ پاکستان (D) پیغامِ پاکستان

4۔ جہاد بالسّیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:
(A) غیر مسلموں کو (B) بے حیائی اور فحاشی کو (C) فساد فی الارض کو (D) غربت و افلاس کو

5۔ سب سے بہترین جہاد ہے:
(A) جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا (B) تلوار سے جہاد کرنا
(C) مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا (D) نیکی کا حکم دینا

﴿مشقی کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات﴾

1	2	3	4	5
B	B	D	C	A

(ii) مختصر جواب دیں:

1۔ جہاد کے لفظی معنیٰ کیا ہیں؟

جواب:

جہاد کا معنی و مفہوم

جہاد کے معنیٰ ہیں "کوشش کرنا"۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔

2۔ جہاد کا مقصد کیا ہے؟

جواب:

جہاد کا مقصد

خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

3۔ جہاد کی فضیلت پر ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

جہاد کی فضیلت

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔"
(سورۃ التوبۃ: 20)

4۔ جہاد کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب:

جہاد کی فضیلت پر حدیث

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:
"جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔" (صحیح مسلم: 1910)

www.ilmkidunya.com

5۔ پیغام پاکستان سے کیا مراد ہے؟

جواب:

<u>پیغامِ پاکستان</u>

علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے، ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے تمام فتاوٰی جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان کے کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے اَفراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

(iii) تفصیلی جواب دیں:

1۔ اسلام کے تصور جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

جواب: دیکھئے تفصیلی سوال نمبر 1

سرگرمیاں برائے طلبہ

سوال 1: اسلامی تاریخ میں کوئی سے دس بڑے غزوات کی فہرست تیار کریں جس میں ان غزوات کے نام، مقام، سپہ سالار، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تعداد، کفار کی تعداد، پس منظر، اسباب اور نتائج کا ذکر ہو۔

جواب: اس حوالے سے اساتذہ کرام کمرۂ جماعت میں طلبہ کی راہنمائی فرماتے ہوئے انہیں آگاہ کریں اور اُن کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

مگر 10 غزوات کے نام درج ذیل ہیں:

- غزوہ بدر
- غزوہ اُحد
- غزوہ ذات الرقاع
- غزوہ خندق
- غزوہ بنو قریظہ
- غزوہ خیبر
- غزوہ موتہ
- فتح مکہ
- غزوہ حنین
- غزوہ یرموک
- غزوہ تبوک

سوال 2: غزواتِ نبوی پر تقاریر تیار کریں اور انھیں اسمبلی یا کلاس میں پیش کریں۔ جن شہداء کو نشان حیدر عطا کیا گیا ہو ان کے نام اور کارنامے اپنی ڈائری میں تحریر کریں۔

جواب: اس حوالے سے اساتذہ کرام کمرۂ جماعت میں طلبہ کی راہنمائی فرماتے ہوئے انہیں آگاہ کریں اور اُن کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

برائے اساتذہ کرام

سوال 1: انٹرنیٹ سے پیغامِ پاکستان ڈاؤن لوڈ کریں اور اس کے اہم نکات کے بارے میں طلبہ کو آگاہ کریں۔

جواب:

<u>پیغامِ پاکستان</u>

'پیغامِ پاکستان' کا پیغام کیا ہے

دو بنیادی سوالات ایسے ہیں، جنہوں نے ریاست و مذہب کے باہمی تعلق کے باب میں ابہام پیدا کیا۔ اس ابہام نے مسلمان سماج اور فکر میں انتشار کو جنم دیا، جس نے مسلم دنیا کے امن کو غیر معمولی نقصان پہنچایا۔ پاکستان ان مسلمان معاشروں میں سرِفہرست ہے جو سب سے زیادہ اس پراگندگیٔ فکر کا شکار ہے۔ قومی سلامتی کے اداروں سے لے کر عام شہریوں تک، سب کو اس کی ایک قیمت ادا کرنا پڑی۔ سرحدوں پر خارجی دشمنوں سے لڑتے ہوئے، ہمارے جتنے جوان شہید نہیں ہوئے جتنے اس سماجی انتشار کو روکنے کے لیے قربان ہو گئے۔

اس لیے یہ ناگزیر تھا کہ ان سوالات کو قومی سطح پر زیرِ بحث لایا جائے اور ان کے حوالے سے ایسا اتفاق رائے پیدا کیا جائے جو قوم کو اس ذہنی انتشار سے نکالے اور فکری یک سوئی پیدا کرے۔ 'پیغامِ پاکستان' اس ضمن میں کی گئی کوششوں کا حاصل ہے۔ اس دستاویز کی افادیت کو سمجھنے کے لیے، بطور پس منظر ان دو بنیادی سوالات کو سامنے رکھنا ضروری ہے:

ایک سوال یہ تھا کہ جہاد (قتال) سے کیا مراد ہے؟ کون اس کے اعلان کا حق رکھتا ہے اور مسلمان معاشرے کے اندر کیا نفاذِ اسلام کے نام پر مسلح جدوجہد جائز ہے؟ دوسرا سوال یہ تھا کہ کسی فرد یا گروہ کی تکفیر کا حق کسے حاصل ہے؟ مسلم معاشروں میں جو انتشار گزشتہ تین عشروں پر محیط ہے، وہ دراصل ان دو سوالوں کے ان جوابات کا نتیجہ ہے، جو مسلح گروہوں کی طرف سے سامنے آئے۔

جہاد کے نام پر قائم ہونے والی تنظیموں کا یہ کہنا تھا کہ جہاد فرض کا حکم ہے اور مسلمانوں کی کوئی تنظیم اس کا فیصلہ اور اعلان کر سکتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی گروہ یہ سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کی حکومت اپنی ذمہ داریاں دینی احکامات کے مطابق نہیں ادا کر رہی تو وہ اس کے خلاف بھی تلوار اٹھا سکتا اور اس کے خاتمے کے لیے مسلح جدوجہد کر سکتا ہے۔ یوں جہاد کے عنوان سے کئی تنظیمیں قائم ہوئیں اور انھوں نے اپنے طور پر پاکستان کے سیاسی نظم اور ریاستی اداروں کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کر دی۔ یہ بھی ہوا کہ ایک تنظیم میں اختلاف کے نتیجے میں کئی تنظیمیں وجود میں آئیں اور انھوں نے ایک دوسرے کو غدار قرار دے کر باہمی 'جہاد' شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ خلفشار کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا تھا۔ مسلمانوں کو جان و مال کی صورت میں اس کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔

ان تنظیموں نے مسلح جدوجہد کو صرف حکومت اور ریاستی اداروں تک محدود نہیں رکھا بلکہ عام شہریوں سمیت ان سب کو اپنا ہدف بنایا، جو ان کے ساتھ نہیں تھے یا ان کی رائے کو غلط کہتے تھے۔ ان کی تکفیر کرتے ہوئے، مسلمانوں کے قتلِ عام کو جائز قرار دیا گیا۔ چنانچہ جہاں کئی علما اور سکالرز کو قتل کیا گیا، وہاں عام شہری بھی خود کش دھماکوں میں مار ڈالے گئے۔ ایسے بے گناہ مرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

اس انتشار کو ختم کرنے کے لیے لازم تھا کہ جہاد کے نام پر پھیلتے فساد کو روکا جائے اور دین کی صحیح تعبیر سامنے لائی جائے تاکہ کوئی دین اور جہاد کے مقدس تصورات کو بد امنی کے لیے استعمال نہ کرے۔ عوام پر واضح ہو کہ جہاد، فساد کے خاتمے کے لیے ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ایک نظم کے تحت ہو۔ اگر لوگوں کو انفرادی طور پر یہ حق دے دیا جائے تو اس کا وہی نتیجہ نکل سکتا ہے جو بعد میں نکلا۔ اسی طرح لوگوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جہاد کا ہدف مسلمانوں کی حکومت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حکومت و ریاست نے اس بات کی کوشش کی کہ مختلف مسالک کے علماء سے رابطہ کیا جائے تاکہ وہ عوام کی راہنمائی کریں اور دین کی صحیح تعبیر لوگوں کے سامنے رکھیں۔ وہ اُس ابہام کو دور کریں جو دین کے ایک اہم حکم کے بارے میں پیدا کر دیا گیا ہے۔ یہ کوشش نتیجہ خیز ثابت ہوئی اور ہزاروں علما اور سکالرز نے متفقہ طور پر یہ رائے دی کہ مسلح جدوجہد کا فیصلہ صرف ریاست کر سکتی ہے۔ کسی گروہ یا فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دین کے نام پر بندوق اٹھا لے اور بغیر سوچے سمجھے انسانی جانوں کو خطرے میں ڈالے۔ اسی طرح یہ بھی واضح کیا گیا کہ مسلمان حکومت کے خلاف مسلح اقدام کسی طور جائز نہیں ہے۔

'پیغامِ پاکستان' بائیس نکات پر مشتمل ایک دستاویز ہے، جس کی ہزاروں علما اور سکالرز کی طرف سے توثیق کی گئی۔ اس کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ مئی 2017ء میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے اِن عسکری رجحانات کے خلاف فتویٰ دیا۔ اس فتوے کے جوہر (essence) کو نکات کی صورت میں مرتب کر کے، عمومی توثیق کے لیے دیگر علما اور سکالرز کے سامنے رکھا گیا اور اسے 'پیغامِ پاکستان' کا نام دیا گیا۔ ایوانِ صدر میں اس کا اعلان ہوا اور اس اجتماع میں حکومت، ریاستی اداروں اور تمام مسالک کے علما موجود تھے۔ گویا اس اعلامیے کو پوری قوم کی تائید حاصل ہو گئی۔

'پیغامِ پاکستان' ان تمام امور پر محیط ہے جن کے بارے میں کوئی ابہام پایا جاتا تھا اور جنھیں فسادی گروہ اپنے مطلب کے لیے استعمال کر سکتے تھے۔ اس میں بطور خاص وہ دو اساسی سوالات شامل ہیں جن کی بنیاد پر پرائیویٹ جہاد کا تصور پیدا ہوا۔ اس ضمن میں اس دستاویز کی پانچویں شق اہم ہے جو جامعیت کے ساتھ ان سوالات کے جواب دیتی ہے۔ اس میں کہا گیا: "دستور کے کسی حصے پر عمل کرنے میں کسی کوتاہی کی بنا پر، ملک کی اسلامی حیثیت اور اسلامی اساس کا انکار کسی صورت درست نہیں۔ لہٰذا اس کی بنا پر ملک پاکستان کی حکومت، فوج یا دوسری سکیورٹی ایجنسیوں کے اہل کاروں کو غیر مسلم قرار دینا اور ان کے خلاف مسلح کارروائی کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے اور ایسا عمل اسلامی تعلیمات کی رو سے بغاوت کا سنگین جرم قرار پاتا ہے۔ نفاذِ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال، ریاست کے خلاف مسلح محاذ آرائی، تخریب و فساد اور دہشتگردی کی تمام صورتیں، جن کا ہمارے ملک کو سامنا ہے، قطعی حرام ہیں، شریعت کی رو سے ممنوع ہیں اور بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں۔ یہ ریاست، ملک و قوم اور وطن کو کمزور کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔ اور ان کا تمام تر فائدہ اسلام دشمن اور ملک دشمن قوتوں کو پہنچ رہا ہے"۔

"پیغامِ پاکستان" میں خود کش حملوں کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے اور ہر ایسے مسلح اقدام کی مذمت کی گئی ہے جس سے مسلمان معاشروں میں خوف اور فساد پیدا ہوتا ہو۔ مثالی صورتِ حال کہیں نہیں ہوتی، اسی لیے اگر کسی کوتاہی کو بنیاد بنا کر ریاست اور قانون کے خلاف اسلحہ کا رویہ اپنا لیا جائے تو کسی ریاستی ڈھانچے کو برقرار رکھنا ممکن نہیں رہتا۔ یہ اعلامیہ اس کا دروازہ بھی بند کرتا ہے۔

ریاست کے ساتھ، ان انتہا پسندانہ تصورات نے فرقہ واریت کو بھی ہوا دی اور دوسرے مسلک کے پیروکاروں کی تکفیر کی گئی۔ یہی نہیں، انہیں واجب القتل بھی قرار دیا۔ اگر اس کا راستہ نہ روکا جاتا تو پاکستان فساد کا گھر بن جاتا کیونکہ پاکستان متنوع مسالک کے ماننے والوں کا ملک ہے۔ ان سب نے مل کر تحریکِ پاکستان میں حصہ لیا اور پاکستان ان کی مشترکہ جدوجہد کا ثمر ہے۔ اس لیے یہاں اس بات کو گوارا نہیں کیا جا سکتا تھا کہ مسلکی اختلاف کو اتنا بڑھا دیا جائے کہ جس کا جی چاہے دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔

"پیغامِ پاکستان"میں ایک شق صرف اسی مسئلے سے متعلق ہے۔ اس میں کہا گیا ہے:

"عالمِ دین، مفتی کا منصبی فریضہ ہے کہ صحیح اور غلط نظریات کے بارے میں دینی آگہی مہیا کرے اور درست شرعی مسائل بتائے۔ البتہ کسی کے بارے میں یہ فیصلہ صادر کرنا کہ آیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا ہے یا کلمہ کفر کہا ہے، یہ ریاست و حکومت اور عدالت کا دائرہ اختیار ہے"۔ (شق نمبر 13)

یہ ایک بہت اہم شق ہے، جسے اگر اپنا لیا جائے تو مذہبی معاملات میں قانون کو ہاتھ میں لینے کا رجحان ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں بد قسمتی سے ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں جب ایک فرد خود ہی مدعی، خود ہی منصف اور خود ہی حکومت بن جاتا ہے۔ علما کی طرف سے یہ اعلان بہت اہم ہے کیونکہ اگر وہ ایسے رویوں کی حوصلہ شکنی کریں گے تو پھر کوئی مذہب کے سوئے استعمال کی جرأت نہیں کر سکے گا۔

انتہا پسندانہ رویوں کا اصل محرک اختلاف رائے کے آداب سے عدم واقفیت ہے۔ مسلمان فقہاء اور علماء نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا مگر باہمی تعلق اور احترام کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ بد قسمتی سے ان کا اختلاف تو سب کو یاد رہا مگر ایک دوسرے سے حسنِ سلوک یاد نہیں رہا۔ اس بات کی اشد ضرورت رہی ہے کہ دینی مدارس میں صرف اختلاف نہیں بلکہ آداب اختلاف کی بھی تعلیم دی جائے۔ "پیغامِ پاکستان" یہ تجویز کرتا ہے کہ اختلاف کے اسلامی آداب کو دینی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جائے۔

"پیغامِ پاکستان" پاکستان کی تاریخ کی ایک اہم دستاویز ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جب دستوری معاملات میں مذہبی نزاع پیدا ہوا تو اس وقت بھی تمام مسالک کے علماء نے متفقہ بائیس نکات پیش کر کے، مذہب کی بنیاد پر فکری انتشار کا راستہ روکا۔ "پیغامِ پاکستان" بھی اسی طرح مذہب کے سوئے استعمال کا راستہ روکتا ہے اور اتفاق سے اس کے بھی بائیس نکات ہیں۔ ان کاوشوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب فی نفسہ انتشار کا باعث نہیں ہے بلکہ یہ افراد کا رویہ اور تفہیم ہیں جو مسائل پیدا کرتے ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ "پیغامِ پاکستان" کی تشہیرِ عام ہو اور عام لوگوں تک دین کی درست تعبیر پہنچے۔ اس ضمن میں تین کام لازم ہیں:

- میڈیا میں اس کے تمام نکات پر بحث ہو اور عوام اس سے پوری طرح آگاہ ہوں۔
- اسے دینی مدارس کے نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ جب یہاں سے فارغ التحصیل افراد معاشرے سے متعلق ہوں تو وہ اپنی سماجی ذمہ داریوں سے پوری طرح باخبر ہوں اور انہیں اندازہ ہو کہ کیسے مذہب کی غلط تعبیر، سماج کے امن کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے۔
- ہمارے خطباء اسے محراب و ممبر کا موضوع بنائیں اور خطباتِ جمعہ میں اس کی شقوں کی شرح اور وضاحت ہو۔

اس باب میں ریاست اور علما کی ہم آہنگی بہت خوش آئند ہے۔ اسے اہلِ سیاست اور سول سوسائٹی کی تائید بھی حاصل ہے۔ اب اسے ایک لائحہ عمل میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ اگر ان خیالات اور تعبیرات کی سماجی سطح پر پذیرائی ختم ہو جائے تو انتہا پسند تنظیموں کو افرادی قوت نہیں مل سکے گی۔ یوں ان کا فطری انداز میں خاتمہ ہو جائے گا۔ مذہبی انتہا پسندی اور فرقہ واریت سماجی مسائل ہیں۔ ان کے خاتمے کے لیے سماجی اداروں کو متحرک ہونا ہو گا۔ حکومتی مداخلت کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب امنِ عامہ کا مسئلہ پیدا ہو جائے۔ اگر مسجد و مدرسہ اور میڈیا اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں حساس ہوں تو حکومتی مداخلت کم ہو جاتی ہے۔ "پیغامِ پاکستان" اس سماجی قوت کی بازیافت کی بنیاد بن سکتا ہے۔

سوال 2: پیغامِ پاکستان کے ضمن میں دیے گئے متفقہ فتویٰ کے نمایاں نکات کمرا جماعت میں سنائے جائیں۔

جواب:

پیغامِ پاکستان اور متفقہ فتویٰ

علما کا فتویٰ (پیغامِ پاکستان):

فتوے میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے نام پر ریاست کیخلاف مسلح تصادم حرام اور طاقت کے بل پر اپنے نظریات دوسروں پر مسلط کرنا فساد فی الارض ہے۔

فتوے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پاکستان کے تمام مسالک کے علماء شرعی دلائل کی روشنی میں خودکش حملوں کو حرام قرار دیتے ہیں، خودکش حملے کرنے، کرانے اور ان کی ترغیب دینے والے اسلام کی رو سے باغی ہیں اور ریاست پاکستان ایسے عناصر کیخلاف کارروائی کرنے کی شرعی طور پر مجاز ہے۔

فتوے میں کہا گیا ہے کہ جہاد کا وہ پہلو جس میں جنگ اور قتال شامل ہیں صرف اسلامی ریاست ہی شروع کر سکتی ہے، کوئی فرد یا گروہ کے ایسے اقدامات ریاست کیخلاف بغاوت تصور کیئے جائیں گے، جو اسلامی تعلیمات کی رو سے بھی سنگین اور واجب التعزیر جرم ہے۔

فتوے میں کہا گیا کہ طاقت کے بل پر اپنے نظریات دوسروں پر مسلط کرنا بھی شریعت کے منافی اور فساد فی الارض ہے اور حکومت اور ادارے ایسی سرگرمیوں کے سدباب کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کریں۔

فتوے کی تیاری اور بنیادی نکات:

1829 علمائے کرام کی جانب سے جاری کیے جانے والے متفقہ فتوے کے حوالے سے تفصیلات بتاتے ہوئے صحافیوں نے کہا کہ اس فتوے کو حاصل کرنے کے لیے گزشتہ کئی مہینوں سے مختلف علمائے کرام اور اداروں کی اہم شخصیات کوششیں کر رہی تھیں۔

www.ilmkidunya.com

صحافیوں کے مطابق یہ فتویٰ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی کے زیر اہتمام تیار کیا گیا ہے۔ پہلے اس فتوے کا بنیادی متن 30 سے زائد علمائے کرام نے تیار کیا جن میں مفتی منیب الرحمٰن، مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا عبد المالک، مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر، مولانا حنیف جالندھری اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے دیگر علمائے کرام شامل ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ پھر اس فتوے پر ملک بھر کے مختلف مسالک اور مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے 1829 علمائے کرام کے دستخط لیے گئے۔

فتوے کے بنیادی نکات کی تفصیلات بتاتے ہوئے صحافیوں نے کہا کہ پہلا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ تمام علمائے کرام نے متفقہ طور پر برداشت اور اسلام کے نام پر انتہا پسندانہ سوچ اور شدت پسندی کو مسترد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ فکری سوچ جس جگہ بھی ہو ہماری دشمن ہے اور اس کے خلاف دینی اور فکری جدوجہد دینی تقاضہ ہے۔

خودکش حملے:

صحافیوں نے بتایا کہ فتوے میں خودکش حملوں کو تین حوالوں سے حرام قرار دیا گیا ہے۔

علمائے کرام نے فتوے میں کہا ہے کہ، ''ہم پاکستان کے تمام مسالک و مکتبہ فکر کے علماء شرعی دلائل کی روشنی میں اتفاق رائے سے پاکستان میں خودکش حملوں کو حرام قرار دیتے ہیں اور ہماری رائے میں خودکش حملے کرنے والے، کروانے والے، ان حملوں کی ترغیب دینے والے اور ان کے معاون پاکستانی شہری اسلام کی رو سے باغی ہیں اور ریاست پاکستان شرعی طور پر اس قانونی کارروائی کرنے کی مجاز ہے جو باغیوں کے خلاف کی جاتی ہے''۔

صحافیوں نے بتایا کہ فتوے میں حکومت اور افواج پاکستان کے خلاف ہر طرح کی عسکری کارروائیوں یا مسلح طاقت کے استعمال کو شرعی لحاظ سے حرام قرار دیا گیا ہے۔

جہاد کا اعلان:

فتوے میں جہاد کے حوالے سے موجود مواد کی تفصیلات بتاتے ہوئے صحافیوں نے کہا کہ جہاد کے بارے میں یہ چیز واضح کی گئی ہے کہ جہاد کا اعلان کرنا ریاست اور حکومت پاکستان کا حق ہے، جہاد کا وہ پہلو جس میں جنگ اور قتال شامل ہیں، اسے شروع کرنے کا اختیار صرف اسلامی ریاست کا ہے، کسی فرد یا گروہ کو اس کا اختیار حاصل نہیں۔ کسی بھی فرد یا گروہ کے ایسے اقدامات کو ریاست کی حاکمیت میں دخل اندازی سمجھا جائے گا اور ان کے یہ اقدامات ریاست کے خلاف بغاوت تصور کیے جائیں گے جو اسلامی تعلیمات کی رو سے سنگین اور واجب التعزیر جرم ہے۔

فرقہ واریت:

تجزیہ کار صحافیوں نے مزید بتایا کہ فرقہ واریت کی روک تھام کے لیے فتوے میں کہا گیا ہے کہ فرقہ وارانہ منافرت، مسلح فرقہ وارانہ تصادم اور طاقت کے بل پر اپنے نظریات دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے۔

صحافیوں نے کہا کہ ان کے خیال میں آئین پاکستان کے بعد یہ بہت بڑی مقدس دستاویز بنا دی گئی ہے جس میں اس وقت پاکستان، عالم اسلام اور مسلمانوں کو درپیش جو بنیادی سوالات ہیں ان کے جواب قرآن و سنت کی روشنی میں متفقہ طور پر دیے گئے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اس فتوے کے ساتھ ایک اعلامیہ بھی ہے جس میں مختلف علماء نے فتوے کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جبکہ اس حوالے سے جامعہ نعیمیہ کا ایک فتویٰ بھی اس کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے جسے ''کتابِ پاکستان'' کا نام دیا گیا ہے اور اسے انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع کیا گیا ہے۔

یہاں سے کاٹیں

سیلف ٹیسٹ

وقت: 40 منٹ
کل نمبر: 25

سوال 1: ہر سوال کے لیے چار ممکنہ جوابات (A)، (B)، (C) اور (D) دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔ **(8×1=8)**

(i) **جہاد کا مقصد ہے:**

(A) زمین کا حصول (B) امن کا قیام (C) شہرت (D) بدلہ

(ii) **جہاد فرض ہوا:**

(A) مکہ مکرمہ میں (B) مدینہ منورہ میں (C) طائف میں (D) حبشہ میں

(iii) **2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے:**

(A) دستورِ پاکستان (B) آئینِ پاکستان (C) تعزیراتِ پاکستان (D) پیغامِ پاکستان

(iv) **جہاد بالسّیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:**

(A) غیر مسلموں کو (B) بے حیائی اور فحاشی کو (C) فساد فی الارض کو (D) غربت و افلاس کو

(v) **جہاد کے معنی ہیں:**

(A) کوشش کرنا (B) جلا دینا (C) نشوونما (D) پختہ عہد

(vi) **زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے:**

(A) سزا (B) جہاد (C) بدلہ (D) حکومت

(vii) **تم اللہ کی راہ میں فرض کیا گیا ہے جبکہ وہ تمھیں ناپسند ہے:**

(A) نماز (B) روزہ (C) قتال (D) زکوٰۃ

(viii) **وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہے اور وہی کامیاب ہے جنھوں نے کیا:**

(A) جہاد (B) سخاوت (C) کنجوسی (D) کفایت شعاری

سوال 2: **درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔** **(6×2=12)**

(i) جہاد کے لفظی معنی کیا ہیں؟

(ii) جہاد کا مقصد کیا ہے؟

(iii) جہاد کی فضیلت پر ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) جہاد کی فضیلت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(v) پیغامِ پاکستان سے کیا مراد ہے؟

(vi) جہاد کا کب فرض ہوا؟

سوال 3: **درج ذیل سوال کا تفصیلاً جواب لکھیں۔** **(5×1=5)**

اسلام کے تصورِ جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

www.ilmkidunya.com